

## عشرہ ذوالحجہ اور یوم عرفہ کا روزہ

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

”اللہ تعالیٰ کو کوئی نیک عمل کسی دن میں اس قدر پسند نہیں ہے جتنا ان دنوں میں پسندیدہ اور محبوب ہوتا ہے۔“ یعنی ذوالحجہ کے پہلے عشرہ میں۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا: اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا جہاد فی سبیل اللہ بھی نہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”نہیں، جہاد فی سبیل اللہ بھی نہیں مگر وہ شخص جو اپنی جان و مال لے کر نکلا ہو اور پھر کچھ واپس نہ لایا ہو۔“

(صحیح بخاری)

ابو قتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

((صیام یوم عرفہ أحتسب على الله ان يكفر السنة التي قبله

والسنة التي بعده . )) (صحیح مسلم)

”یوم عرفہ کا روزہ، مجھے اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ وہ (اس کے بدلے) گزشتہ اور آئندہ

دو سالوں کے گناہ معاف فرمادے گا۔“

## احکام عشرہ ذی الحجۃ

ماہ ذوالحجہ کا شمار حرمت اور عزت والے مہینوں میں ہوتا ہے اللہ تبارک و تعالیٰ نے اس ماہ کی ۹ ذی الحجہ (یوم عرفہ) کو اسلام کے رکن رکین حج کو فرض فرمایا اور دس ذی الحجہ کو قربانی جیسی اہم سنت کے کرنے کا حکم دیا یہ سال کا آخری ماہ ہے ہر مسلمان کو چاہیے کہ وہ اس ماہ میں پورے سال کے حوالے سے اپنا احتساب کرے تاکہ جو کوتاہیاں اور کمیاں سرزد ہوئیں آئندہ ان سے اجتناب کیا جائے۔ ماہ ذی الحجہ کے پہلے دس دن بڑے اجر و ثواب کے اعمال کو سرانجام دینے کے لیے اہم اوقات ہیں ایک مومن شخص اگر ان دس دنوں میں اچھے اور نیک اعمال کو سرانجام دے لے تو کوتاہیوں کی تلافی ہو سکتی ہے۔

**کثرت و ذکر و اذکار اور تسبیحات:** حدیث میں آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو فرمایا: فاکثروا فیہن من التہلیل والتسبیح والتحمید۔ ”ان دنوں میں کثرت سے سبحان اللہ لا الہ الا اللہ اور الحمد للہ کہا کرو۔“

**یوم عرفہ کے روزہ کی فضیلت:** عشرہ ذی الحجہ کے مسنون اعمال میں سے ایک عمل یوم عرفہ کا روزہ ہے۔ رسول کریم ﷺ سے یوم عرفہ کے روزہ سے متعلق استفسار ہوا تو آپ نے فرمایا: اس روزہ سے ایک سال گزشتہ اور ایک سال آنے والے کے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔ (صحیح مسلم: ۳۶۸۱)

**عشرہ ذی الحجہ میں حجامت نہ بنوانا:** آپ ﷺ نے فرمایا: جب آپ ذی الحجہ کا چاند دیکھیں تو قربانی کا ارادہ کرنے والا شخص اپنے بال اور ناخن نہ کٹوائے۔ (صحیح مسلم: ۱۶۰۲)

**عشرہ ذی الحجہ کی دس تاریخ کو قربانی کرنا:** عشرہ ذی الحجہ کی دس تاریخ کا ایک اہم عمل اللہ تعالیٰ کے راستے میں قربانی دینا ہے تاکہ اس سے اللہ کا قرب حاصل ہو یہ ایک عظیم عمل ہے۔ آپ ﷺ ہر سال قربانی کرتے۔ قرآن مجید میں قربانی کے متعلق مختلف سورتوں اور آیات میں تذکرہ ہے۔ سورۃ الحج اور سورۃ الصافات میں اس کی تفصیل موجود ہے تقریباً تمام مستند کتب احادیث میں کتاب الاضاحی (قربانیوں کا بیان) کے نام سے باب باندھ کر محدثین نے قربانی سے متعلق احادیث نبویہ کا ذکر کیا ہے جو اس عمل کی اہمیت کو اجاگر کرتا ہے۔

**قربانی کا فلسفہ:** ۱۔ قربانی ایک اہم عبادت ہے اس کی قبولیت کے لیے اس کا اللہ تعالیٰ کے نام پر ہونا اور اسی کے لیے ہونا لازمی شرط ہے۔ سورۃ الحج میں بیان باری تعالیٰ ہے کہ اللہ کو گوشت و خون کی ہرگز ضرورت نہیں لیکن اسے تقویٰ ہی پہنچتا ہے۔ دوسری جگہ ارشاد الہی ہے: فرمادیجیے (اے نبی مکرم ﷺ!) یقیناً میری نماز، میری قربانی، میری زندگی اور میری موت اللہ ہی کے لیے ہے جو جہانوں کا رب ہے۔

۲۔ اسلام میں دوسرے مسلمان کو کھلانا اور اس کی ضرورت کو پورا کرنا عظیم عمل ہے۔ قربانی کے موقع پر گوشت ضرورت مند لوگوں کو دینا باعث اجر و ثواب ہے۔ فرمان الہی ہوتا ہے: ﴿فَکُلُوا مِنْهَا وَأَطِيعُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ﴾ (الحج: ۲۲) ”سوان میں سے خود بھی کھاؤ، قناعت والوں اور مانگنے والوں کو بھی کھلاؤ۔“ حدیث نبوی: رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: ”قربانی کے گوشت سے خود بھی کھاؤ، ذخیرہ کرو اور صدقہ کرو۔“ (صحیح مسلم: ۷۹۷۱) (عابد مجید مدنی)

## مجلس ادارت

- شیخ الحدیث حافظ ثناء اللہ مدنی
- مولانا محمد اسحاق بھٹی
- مولانا ارشاد الحق اثری
- ملک عصمت اللہ قلغوی
- حافظ حماد شاہر
- حماد الحق نعیم

## مدیر مسئول

- حافظ احمد شاہر

## مینجر

- محمد سلیم چنیوٹی

## کمپوزنگ

- رضا اللہ ساجد

0333-4786507

0344-4656461

• جواہر پارے

• کلمہ طیبہ

• اداریہ

• درس قرآن

• درس حدیث

• افتاء

• تنقیق و تدقیق

• احکام و مسائل

• تبصرہ کتب

• فہرست کتب

• شہر و ادب

• عشرہ ذوالحجہ اور یوم عرفہ کا روزہ

• احکام عشرہ ذی الحجہ

• ”عوام دوست“ ارشاد

• تفسیر سورۃ الصفت..... (۲۳)

• اربعین اعتقادی..... (۱۳)

• حج قربانی اور نکاح کے مسائل

• اسلام کا روحانی نظام..... (۳)

• ذکاۃ شرعی اور اس کی شروط و آداب

• صحیح ابن خزیمہ - صحیح ترمذی و تہذیب

• فہرست اردو کتب (محمد عطاء اللہ حنیف لاہوری)

• عید قربان

(محمد یونس سلفی)

(حافظ احمد شاہر)

(مولانا ارشاد الحق اثری)

(ریاض عاقب اثری)

(مفتی عبداللہ خاں غنیف)

(سید عالم جمال)

(شیخ صالح العثیمین رحمہ اللہ)

(محمد سلیم چنیوٹی - موبہ الرحیم)

(راجہ عرفانی)

خط کتابت کے لیے : ہفت روزہ الاعتصام، 31 شیش محل روڈ، لاہور  
 کرنٹ اکاؤنٹ نمبر : ABL 2466-4 بلال سنگھ برائچ لاہور  
 فون نمبر : 042-3735 4406  
 فیکس نمبر : 042-37229802  
 رجسٹرڈ نمبر : CPL : 12

فی ہرچہ : 12/- روپے  
 سالانہ : 500/- روپے  
 بیرونی ممالک سے : 200/- ریال  
 60/- ڈالر امریکی

E-Mail: al.aitisam@gmail.com

پرنٹر: پرنٹ یار ڈپرنٹرز، لاہور۔ ناشر: حافظ احمد شاہر، مقام اشاعت: 31 شیش محل روڈ لاہور 54000

## ”عوام دوست“ ارشاد

صلیبی استعمار نے ڈیڑھ سو سالہ دور حکومت میں برصغیر کی ثقافت اور مزاج پر خوب داد تحقیق دی اور اس مطالعہ و تحقیق کے بعد اس نے برصغیر میں بسنے والوں کو چند طبقات میں تقسیم کر دیا یا ان کی درجہ بندی کر دی۔

○ شہروں میں آباد معاشی طور پر پسے ہوئے طبقے کو اس نے اردلی اور چوکیدار بنائے رکھا، اور دیہاتوں کے اس طبقے کو مزارع بنادیا اور گا ہے گا ہے شہری بابو اور زمیندار ان کی رگ غلامی کو چابک لگا کر بیدار رکھتے رہے۔

○ مفاد پرستانہ ذہنیت کی افزائش انگریز بہادر نے اس طرح کی کہ ضمیر نام کی نعمت ان سے ہمیشہ کے لیے رخصت ہو گئی اور وہ دائماً درہم و دینار کے بندے ہو کے رہ گئے، صلیبی استبداد سے چھٹکارے کی جدوجہد کرنے اور اس کی خواہش رکھنے والوں کی معلومات لیتا رہا، یا دوسرے لفظوں میں ان سے مخبری کرواتا رہا، جس کے معاوضہ میں وہ اس طبقے کو القابات، اعزازات اور سینکڑوں..... بعض جگہ ایکڑ اور بعض جگہ..... مربع اراضی بھی دیتا رہا اور جاگیرداروں کو مزارعوں پر پنچے گاڑے رکھنے کے گر بھی سکھاتا رہا۔ یہ طبقہ اپنے ان آقاؤں کا کس حد تک وفادار تھا، وفادار رہا، یا اب تک حق نمک وہ کس قدر ادا کر رہا ہے نامشرف دور میں ملکہ برطانیہ کے دورہ پاکستان کے موقع پر، ایک جاگیردار نے ملکہ کے حضور حاضر ہو کر اس کا اظہار جن الفاظ سے کیا تھا وہ اخبارات میں آچکا تھا اور وہ پاکستان کی صحافتی تاریخ کا حصہ بن چکا ہے۔ انگریز بہادر نے برصغیر میں یہ ایک ایسا نادر کلچر ایجاد کیا جس کے مفادات سے وہ آج تک فائدہ اٹھا رہا ہے۔

○ ایک طبقہ اس نے اینگلو انڈین کے نام سے سرکاری افسروں کا جنم دیا، برصغیر پر حکمرانی میں انگریزی حاکموں نے عوام پر اپنے دروازے کھلے رکھے لیکن عوام کو اپنے تک رسائی اس طرح دی کہ انھوں نے اپنے دربانوں کے لباس میں پگڑی جو کہ پنجاب میں کلاہ افتخار ہوتی تھی لازمی قرار دے کر اس کو جی حضوری کی علامت بنادیا۔ اور ملاقاتیوں کو بھی احساس غلامی دلاتے ہوئے کہیں کہیں ایک آدھ پنچ رکھا ہوتا تھا۔ اس کے نتیجے میں دوسرا کلچر یہ پیدا ہو گیا کہ سرکاری افسران خصوصاً کالے انگریز افسروں اور عوام میں ایک خلیج حائل ہو گئی۔

○ برصغیر سے انگریز کو جب مجبوراً نکلنا پڑا تو اس نے زمام اقتدار..... خصوصاً پاکستان میں کہ اس کا اصل مدف تو مسلمان ہی تھے کیونکہ اس نے ہندوستان کا اقتدار مسلمانوں سے چھینا تھا..... جاگیرداروں (جو اس کی داد و بخش سے جاگیردار بنے تھے) کو سونپنے کی ایسی حکمت عملی اختیار کی کہ اب تک صوبوں اور مرکز میں اقتدار کی غلام گردشوں میں انھی کی آمد و رفت بلکہ قبضہ رہا۔ جاگیرداری کی کلغی پر جب حکمرانی کی کلف لگ گئی تو پھر انھوں نے جی حضوری کرنے والے غلامانہ ذہنیت کے افراد بھی ڈھونڈ لیے، نیز ان کو اینگلو انڈین (کالے انگریز) افسران کی کھپ بھی میسر ہوتی رہی جنھوں نے خود کو مافوق الفطرت مخلوق سمجھ لیا، حاکمانہ کردار اور شاہانہ ٹھاٹھ باٹھ کو استحقاق جانتے ہوئے انھوں نے جائز و ناجائز سے بالا ہو کر ہر وہ کام کیا جس سے ان کی تجوری بھرتی رہے اور اناتسکین پاتی رہے، جمہوریت کی اوڑھنی لے کر ہمارے یہ جمہوری حکمران ایسے آمر ثابت ہوتے رہے کہ بادشاہت کو بھی جن کی کورنش بجالانے پر شاید شرمندہ ہونا پڑے۔

اس تطویل لا طائل یعنی..... بہ ظاہر..... بے مقصد طول کلامی سے یہ بیان کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ بدیشی حاکم جاتے جاتے عوام، حاکموں اور افسروں کے درمیان ایک وسیع خلیج ڈال گئے، ان کو خامدوموں کی فوج ظفر موج کا عادی بنادیا، سیاستدانوں خصوصاً سینٹ و قومی اور صوبائی اسمبلیوں کے اراکین نے بھی استحقاق نام کے نسخہ کیمیا سے لاقانونیت کا ایسا کلچر پیدا کر دیا کہ یہ لوگ اب اس دھن اور دھونس کے کلچر کو اپنا

حق جاننے لگے ہیں۔ بدیشی حاکم خود تو اپنے ملک کے حکمرانوں اور حکومتوں کے اخراجات میں نہایت محتاط رہتے ہوئے، اپنے اپنے ملک کے وفادار، اپنے ہم مذہبوں کے پاسدار، اپنے وطن کے تحفظ میں خبردار اور حکومتی آمدن کو عوام پر ہی خرچ کرنے کو ترجیح دیتے ہیں اور حکمرانی کی انھی خوبیوں کے باعث وہ اپنے تحفظ میں اس قدر حساس اور خوف زدہ نہیں ہوتے، جب کہ ہمارے حکمران چونکہ اپنے ان مغربی آقاؤں کی مذکورہ بالا حکمرانی کی خوبیوں سے تو عموماً متصف نہیں ہوتے اسی لیے وہ اپنی حفاظت میں ان اجل اللہ اذا جاء لا یؤخر جانتے ہوئے بھی غیر معمولی حساس اور گھبرائے رہتے ہیں۔ ہمارے افسروں اور حکمرانوں نے اپنے مغربی آقاؤں کی بھونڈی نقالی کرتے ہوئے جو مسرفانہ بلکہ مبدّرانہ اخراجات کا کلچر اپنایا ہے یہ نہ اسلامی ہے، نہ مغربی بلکہ اس کو ملوکیت کا کلچر کہا جاسکتا ہے یا احساس کمتری بلکہ غلامانہ ذہنیت کا کلچر۔

اسلام کے نظام حکومت کو اسلام نے اجمالی طور پر بیان کر دیا ہے اور حضرت عمرؓ نے تفصیلی طور پر اسلام کے نظام حکومت کو رو بہ عمل لا کر اس کے ممکن العمل ہونے بلکہ عین انسانی فطرت ہونا واضح کر دیا ہے بعد میں جتنے بھی نظامہائے حکومت بیان کیے گئے یا ان کو عمل میں لایا گیا۔ ایک بات میں ان سب کا اتفاق ہے کہ ہر حکومت اپنی رعایا کو زیادہ سے زیادہ سہولتیں..... خوراک، لباس، ادویات..... امن اور تحفظ دینے کی ذمہ دار ہے، ترقی کے موجودہ دور بلکہ دوڑ میں دوزخ و آشیاء یعنی ایندھن اور توانائی بھی انسان کی بنیادی ضروریات میں شامل ہو چکی ہیں۔ مختلف ممالک یا حکومتیں اپنے اپنے عوام کی یہ بنیادی ضروریات پورا کرنے کی کوششوں کو اپنا فرض جانتی ہیں اور اس فرض کو ادا کرتی بھی ہیں۔ چنانچہ خوراک کو سستا رکھنے کے لیے بعض حکومتیں کسانوں سے تعاون..... سب سڈی..... کرتی ہیں، کہیں پٹرول کی قیمتوں کو عوام کی دسترس میں رکھنے کے لیے تیل کی قیمتیں ادا کرنے میں ہاتھ بٹاتی ہیں اور کوئی ملک اپنی صنعت کو ترقی دینے..... جو بے روزگاروں کو روزگار دینے کا بنیادی ذریعہ بھی ہوتا ہے..... کے لیے توانائی کے شعبے میں بھرپور ساتھ دے کر صنعت کا پیہر چالو رکھ کر اس کی بڑھوتی اور زرمبادلہ بڑھانے کی کوشش کرتی ہیں۔ جب کہ ہمارے ہاں کا باوا آدم ہی نرالا ہے۔ اور خاص طور پر توانائی کے شعبہ کی داستانیں اور کہانیاں ہی نرالی ہیں۔

حادثہ بہاولپور کے بعد پی پی حکومت کے پہلے دور میں بجلی کا بحران آشکار ہوا تھا، (اور اس وقت بجلی ایک روپیہ فی یونٹ تھی) جس کے مداوے کے لیے بجلی بنانے والی عالمی کمپنیوں سے بجلی خریدنے کی ریت شروع کی گئی بلکہ صحیح یہ ہے کہ حکمرانوں نے ناجائز آمدن کی ایک سدا بہار آبشار تخلیق کر ڈالی، آبشار بہتی رہی حکمرانوں کی تجوریاں بھرتی رہیں۔ جب بجلی کی قیمتیں عوام کی چیخوں کا سبب بننے لگیں تو انھوں نے اندر خانہ اونٹ سے چھلنی اتار دی یعنی خاموشی سے سب سڈی دینے لگی دوسری طرف اپنے اپنے دور کے حکمرانوں نے کمپنیوں کی ادائیگی روک دی وہ..... بطور سود..... ریٹ بڑھاتے رہے اور عوام پستے رہے۔ اب جب حکمرانوں نے..... شاید ملی بھگت سے..... ”اقتدار پر امن طور“ سے نئے منتخب شدہ حکمرانوں کے حوالے کیا اور نئے حکمران جب جملہ اقتدار میں داخل ہوئے تو ان کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں، حتیٰ کہ سٹی بھی گم ہو گئی اور ان کے انتخابی نعرے اور دعوے ہوا میں تحلیل ہونے لگے۔ تازہ ترین صورت حال یہ ہے کہ آقائے ولی نعمت..... ورلڈ بینک..... جب بھتہ (یعنی سود کی قسط) لینے آئے تو انھوں نے پاکستانی معیشت کا شگنچہ اس طرح کس دیا کہ بجلی کا ہر ماہ بل دینے والا شہری بلبلا اٹھا کہ اب ماہانہ کی بنیاد پر بجلی کی قیمتیں بڑھنے لگ گئیں۔ ادھر حکومت نے بجلی پر دی جانے والی سبسڈی سے بھی انکار کر دیا اور بجلی کو توانائی کے وزیر یا تدبیر نے یہ فرما دیا کہ ہم سب سڈی کلچر ختم کرنا چاہتے ہیں۔ سبحان اللہ

کیسا عوام دوست ارشاد ہے کہ ہم نہ تو عوام اور حکمرانوں کے مابین خلیج کا کلچر ختم کریں گے، نہ ہم حکمرانوں کے مبدّرانہ اخراجات کم کریں گے، نہ ہم حکمرانوں کے چیلوں سمیت بیرونی دوروں کا کلچر ختم کریں گے، نہ ہم سکیورٹی کے نام پر کروڑوں روپے خرچ کرنے کا کلچر ختم کریں گے، ہم عوام کی کسی سہولت کے کلچر کو فروغ نہیں دیں گے۔ ہم کسانوں کو سستی بجلی بھی مہیا نہیں کریں گے، کمپنیوں کی ادائیگیوں میں تعاون تو عوام کریں ہاں ہم ختم کریں گے تو سب سڈی کا کلچر ختم کریں گے کہ عوام کہیں سکھ کا سانس لے کر اور بے راہ رونہ ہو جائیں۔



## تفسیر سورۃ الصّٰفّٰت

مولانا ارشاد الحق اثری رحمہ اللہ

﴿يَكْأَسُ مِنْ مَّعِينٍ﴾ ”صاف بہتی شراب کا جام۔“  
یہاں ”کأس“ کا ذکر ہے ”خمر“ (شراب) کا نہیں۔ اس  
لیے کہ لغت عرب میں كأس کے لفظ سے شراب بھرا پیالہ ہی مراد ہوتا  
ہے۔ خالی پیالے کو كأس نہیں کہتے، قدح کہتے ہیں۔ بلکہ امام  
ضحاک اور خفش رحمہما نے کہا ہے قرآن میں جہاں بھی كأس کا لفظ  
آیا ہے وہاں شراب مراد ہے۔ خدام یہ شراب بھرے پیالے لیے اہل  
جنت کی خدمت میں ہوں گے۔ خدام تو بہ کثرت ہوں گے مگر  
”کأس“ مفرد ہے جو بجائے خود قرینہ ہے اس بات کا کہ مراد یہاں  
پیالہ نہیں شراب ہے۔

مگر علامہ راغب رحمہ اللہ نے کہا ہے كأس کا کبھی اطلاق خالی پیالے  
یا صرف پینے کی چیز پر بھی ہوتا ہے، مثلاً: ”شربت كأساً“ (میں نے  
شراب کا پیالہ پیا۔) اور ”کأس طيبة“ یعنی عمدہ شراب۔ (مفردات)  
دنیا میں شراب کے یہ پیالے شیشے، سونے، چاندی اور مٹی کے  
بنے ہوئے ہوتے تھے۔ شراب ہی نہیں کھانے پینے کے لیے بھی  
سونے چاندی کے برتن استعمال ہوتے تھے۔ مگر رسول اللہ ﷺ نے  
ان برتنوں میں کھانے پینے سے منع فرمایا ہے چنانچہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ  
سے مروی ہے کہ انھوں نے پینے کے لیے پانی طلب کیا تو ایک مجوسی  
نے چاندی کے برتن میں پانی پیش کیا۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے ہاتھ  
میں لیتے ہی وہ گلاس مجوسی پر دے مارا اور فرمایا میں نے ایسا اس لیے کیا  
ہے کہ میں نے کئی بار اسے ایسے برتن میں پانی لانے سے منع کیا ہے مگر  
یہ پھر باز نہیں آیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:

((لا تلبسوا الحرير ولا الديباج ولا تشربوا  
فی آنية الذهب والفضة ولا تاكلوا فی

﴿يُطَافُ عَلَيْهِمْ بِكَأْسٍ﴾ کھانے اور رہائش کے بعد اب  
ان کے پینے کا ذکر ہے کھانے میں فواکہ کا ذکر ہے۔ اور پھلوں کے  
ساتھ عموماً پانی نہیں پیا جاتا غالباً اس لیے فواکہ کے ساتھ پینے کا ذکر  
نہیں۔ ان کے رہنے سہنے کے بعد مستقل طور پر پینے کا ذکر ہے۔  
﴿يُطَافُ عَلَيْهِمْ﴾ ”ان پر پھیرایا جائے گا۔“ یہ پھیرنے والا  
اور ان کی خدمت میں پینے کی اشیاء پیش کرنے والا کون ہوگا؟ قرآن  
مجید ہی میں ہے:

﴿يُطَوَّفُ عَلَيْهِمْ وَلَدَانِ مُخَلَّدُونَ﴾ ۵ بِأَكْوَابٍ

وَأَبَارِيْقٍ وَكَأْسٍ مِنْ مَّعِينٍ ۝ [الواقعة: ۱۷، ۱۸]

”ان پر چکر لگا رہے ہوں گے وہ لڑکے جو ہمیشہ (لڑکے ہی)  
رکھے جائیں گے۔ ایسے کوزے اور ٹوٹی والی صراحیاں اور  
لبالب بھرے ہوئے پیالے لے کر جو بہتی ہوئی شراب کے  
ہوں گے۔“

سورۃ الطور (آیت: ۲۴) میں ہے:

”ان پر انھی کے لڑکے چکر لگاتے رہیں گے جیسے وہ چھپائے  
ہوئے موتی ہوں۔“

گویا یہ دور خود کار (آٹومیٹک) نہیں ہوگا۔ بلکہ جنتیوں کی عزت  
انفرائی کے لیے خدام کے ہاتھوں سے ہوگا جن کے بارے میں حدیث  
میں ہے:

((اطفال المشرکین هم خدم اهل الجنة.))

(الصحيحۃ: ۱۴۶۸)

”مشرکین کے بچے (جو بچپن میں فوت ہو گئے تھے) اہل  
جنت کے خدام ہوں گے۔“

ان سے نہریں نکلتی ہیں۔ (ترمذی: ۲۵۷۱، أحمد: ۵/۵)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم اللہ سے سوال کرو تو جنت فردوس کا سوال کرو یہ جنت کا بہترین حصہ ہے اور سب سے اعلیٰ جنت ہے۔ اس کے اوپر عرش الہی ہے اور اسی (جنت فردوس) سے جنت کی نہریں نکلتی ہیں۔

(صحیح بخاری، رقم الحدیث: ۲۸۹۰، ۷۴۲۳)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جنت کی نہریں دنیا کی نہروں کی طرح زمین میں کھدی ہوئی نہیں بلکہ وہ صاف زمین کی سطح پر ہیں۔ ان کے کنارے لؤلؤ اور موتیوں کے خیمے ہیں اور ان کی مٹی خالص کستوری کی ہے۔ (ابن کثیر: ۱۸۶/۴)

شراب انھیں پیش کی جائے گی تاہم وہ خوشی میں باہم چھینا چھٹی بھی کریں گے:

﴿يَتَنَازَعُونَ فِيهَا كَأْسًا لَا لَغْوٌ فِيهَا وَلَا تَأْثِيمٌ ۝﴾

[الطور: ۲۳]

”وہ اس میں ایک دوسرے سے شراب کا پیالہ چھینیں جھپٹیں

گے، جس میں نہ بے ہودہ گوئی ہوگی اور نہ گناہ میں ڈالنا۔“

﴿يَبْتَغَاءُ لَذَّةَ اللَّشَارِ بَيْنَ ۝﴾ یہ شراب کی دوسری صفت ہے کہ

وہ سفید، صاف و شفاف ہوگی۔ حضرت حسن بصری فرماتے ہیں کہ

جنت کی شراب دودھ سے زیادہ سفید ہوگی۔ (قرطبی)

دنیا کی شراب کی طرح گلدی، زرد یا سیاہی مائل نہیں ہوگی۔

اس کی تیسری صفت یہ ہوگی کہ پینے والوں کے لیے لذت و سرور کا

باعث ہوگی۔ دنیا کی شراب کی طرح اس میں تلخی نہیں ہوگی۔ بعض نے

کہا ہے یہاں مضاف محذوف ہے یعنی اصل میں ”ذات لذت“ (لذت

دینے والی) تھا۔ لیکن ”لذت“ کو مصدر سمجھا جائے تو مصدر اسم فاعل کے

معنی میں مستعمل ہے۔ یوں اس کے معنی ہوں گے: سراپا لذت یا مجسم

لذت۔ (قرطبی)

﴿لَا فِيهَا غَوْلٌ ۝﴾ جنت کی شراب کی چوتھی خاصیت یہ ہوگی کہ

اس سے سرد در نہیں ہوگا۔ ”غول“ کے معنی ہیں کسی کو یوں ہلاک

صحافہا فانہا لہم فی الدنیا ولنا فی

الآخرة.)) (صحیح بخاری، رقم الحدیث:

۵۴۲۶، ۵۶۳۲)

”ریشمی لباس نہ پہنو اور نہ وہ پہنو جس کا تانا بانا ریشمی ہو،

سونے اور چاندی کے برتنوں میں پانی نہ پیو نہ سونے چاندی

کی رکا بیوں میں کھاؤ کیونکہ سونے چاندی کے برتن دنیا میں

کافروں کے لیے ہیں اور ہمارے لیے آخرت میں ہیں۔“

جنت میں اہل جنت کی سونے چاندی کے برتنوں میں مہمانی ہوگی۔

﴿مَعِينٍ﴾ معن سے مشتق ہے، یعنی جاری پانی۔ بعض نے

اسے ”عین“ سے مشتق کہا ہے اور عین کا معنی آنکھ ہے۔ پانی کے

چشمے کو بھی عین کہتے ہیں کیونکہ اس سے پانی ابلتا ہے جیسے آنکھ سے

آنسو جاری ہوتے ہیں۔ اور ”معین“ بمعنی ”معیون“ صفت مفعولی

ہے، یعنی چلتا ہوا پانی جو آنکھوں کو نظر آئے۔ گویا جنت میں شراب کی

جاری نہروں سے بھر بھر کے جام اہل جنت کی خدمت میں خدام پیش

کریں گے۔ اس میں اشارہ ہے کہ دنیا میں شراب بوتلوں میں ہوتی

ہے مگر جنت میں اس کی نہریں جاری ہوں گی۔ جنت کی نہروں کا ذکر

کرتے ہوئے فرمایا گیا ہے:

﴿مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِي وُعدَ الْمُتَّقُونَ فِيهَا أَنْهَارٌ مِنْ مَّاءٍ

غَيْرِ آسِنٍ وَأَنْهَارٌ مِنْ لَبَنٍ لَمْ يَتَغَيَّرْ طَعْمُهُ وَأَنْهَارٌ مِنْ

خَمْرٍ لَذَّةٍ لِلشَّارِبِينَ ۝ وَأَنْهَارٌ مِنْ عَسَلٍ مُصَفًّى ۝﴾

[محمد: ۱۵]

”اس جنت کا حال جس کا وعدہ متقی لوگوں سے کیا گیا ہے، یہ

ہے کہ اس میں کئی نہریں ایسے پانی کی ہیں جو بگڑنے والا نہیں

اور کئی نہریں دودھ کی ہیں جس کا ذائقہ نہیں بدلا اور کئی نہریں

شراب کی ہیں جو پینے والوں کے لیے لذیذ ہے اور کئی

نہریں خوب صاف کیے ہوئے شہد کی ہیں۔“

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بن حیدہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا: جنت میں دودھ، پانی، شہد اور شراب کے دریا بہتے ہیں پھر

کردینا کہ اس کا پتا بھی نہ چل سکے۔ (مفردات)

امام ابن جریر نے کہا ہے کہ آفت و مصیبت کو غول کہتے ہیں۔ یہ آفت سر درد کی ہو، پیٹ درد کی ہو یا کوئی اور تکلیف اور پریشانی ہو۔ غول کے لغوی معنی سے شراب کی مضرت واضح ہوتی ہے کیونکہ شراب آہستہ آہستہ شرابی کو ہلاکت کے گڑھے میں ڈال دیتی ہے۔ معدہ، جگر اور گردے اندر ہی اندر برباد ہوتے چلے جاتے ہیں۔ بالآخر شرابی موت کے منہ میں چلا جاتا ہے۔ مگر جنت کی شراب میں ہلاکت اور کسی بیماری کا کوئی خدشہ نہیں۔

”لا غول“ کے معنی کہ ”اس سے سر درد نہیں ہوگا۔“ جسمانی ہلاکت و بربادی کا ایک پہلو ہے۔ اسی معنی میں فرمایا گیا ہے:

﴿لَا يُصَدِّعُونَ عَنْهَا وَلَا يُنْزِفُونَ﴾ [الواقعة: ۱۹]

”وہ نہ اس سے درد میں مبتلا ہوں گے اور نہ بہکیں گے۔“ جنت کی شراب کے متعلق ایک اور مقام پر فرمایا گیا ہے:

﴿وَسَقَاهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُورًا﴾ [الدھر: ۲۱]

”اور ان کا رب انھیں نہایت پاک شراب پلائے گا۔“

دنیا کی شراب کے نقصانات اللہ تعالیٰ نے بتلائے ہیں کہ گندی ہے، عمل شیطان ہے، باہم عداوت اور جھگڑے کا سبب ہے، ایک دوسرے میں بغض ڈال دیتی ہے، اللہ کے ذکر سے اور نماز سے روکتی ہے۔ (المائدہ: ۹۰، ۹۱)

مگر جنت کی شراب میں اس قسم کی کسی خرابی کا تصور نہیں۔ وہ ”شراب طہور“ ہوگی کہ کدورتوں اور آلودگیوں کو قریب نہیں پھٹکنے دے گی۔ نہ ظاہری نہ باطنی۔

اسی شراب کے بارے میں یہ بھی فرمایا گیا ہے:

﴿وَيُسْقَوْنَ فِيهَا كَأْسًا كَانَتْ مِرْآةً زَاكِيَّةً﴾ [الدھر: ۱۷]

”اور اس میں انھیں ایسا جام پلایا جائے گا جس میں سوئٹھ ملی

ہوگی۔“

کبھی فرمایا:

﴿إِنَّ الْأَبْرَارَ يَشْرَبُونَ مِنْ كَأْسٍ كَانَ مِزَاجُهَا

كَافُورًا﴾ [الدھر: ۵]

”بلاشبہ نیک لوگ ایسے جام سے پئیں گے جس میں کافور ملا ہوا ہوگا۔“

گویا بدل بدل کے شراب کے جام انھیں پلائے جائیں گے۔ اسی شراب کے بارے میں یہ بھی فرمایا گیا ہے:

﴿يُسْقَوْنَ مِنْ رَحِيقٍ مَخْتُومٍ ۝ خِتْمُهُ مِسْكَ ۖ وَفِي ذَلِكَ فَلْيَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُونَ﴾

[المطففين: ۲۵، ۲۶]

”انھیں ایسی خالص شراب پلائی جائے گی جس پر مہر لگی ہوگی، اس کی مہر کستوری ہوگی اور اسی (کو حاصل کرنے) میں ان لوگوں کو مقابلہ کرنا لازم ہے جو (کسی چیز کے حاصل کرنے میں) مقابلہ کرنے والے ہیں۔“ (اللہم

ارزقنا وسقنا منہ، آمین)

اس کے مقابلے میں جہنمیوں کو کھولتے ہوئے چشموں سے پانی

پلایا جائے گا:

﴿تُسْقَىٰ مِنْ عَيْنٍ ابْيَظَّةٍ ۝﴾ [الغاشیة: ۵]

”وہ ایک کھولتے ہوئے چشمے سے پلائے جائیں گے۔“

پانی کیا پیپ انھیں پلائی جائے گی۔ جیسے فرمایا:

﴿وَيُسْقَىٰ مِنْ مَّاءٍ صَدِيدٍ ۝﴾ [ابراہیم: ۱۶]

”اور اسے اس پانی سے پلایا جائے گا جو پیپ ہے۔“

اس کے پینے سے انتڑیاں ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں گی چنانچہ فرمایا

کیا ہے:

﴿وَسُقُوا مَاءً حَمِيمًا فَقَطَّعَ أَمْعَاءَ هُمْ ۝﴾

[محمد: ۱۵]

”اور انھیں کھولتا ہوا پانی پلایا جائے گا تو وہ ان کی انتڑیاں

ٹکڑے ٹکڑے کر دے گا۔“

اللہم انا نعوذ بک من عذاب جہنم۔

اوپر بیان ہوا ہے کہ ”غول“ کے معنی آفت اور مصیبت کے ہیں

اور کسی کو یوں ہلاک کر دینے کے ہیں کہ کسی کو اس کا پتا بھی نہ چلے۔





غول کے وجود کا انکار نہیں انکار جاہلیت کے غلط اعتقاد پر ہے۔  
 ﴿وَلَا هُمْ عَنْهَا يُنْزَفُونَ﴾ یہ جنتی شراب کی پانچویں خصوصیت ہے کہ اس کو پینے سے وہ مدہوش نہیں ہوں گے۔  
 ”ینزفون“ کا مصدر ”نزف“ ہے جس کے اصل معنی ہیں کسی چیز کا ختم ہونا۔ کہا جاتا ہے ”نزف السماء“ یعنی کنویں سے تدریجاً سارا پانی کھینچ لینا۔ ”نزف دمہ“ یا ”نزف دمعه“ اس کا خون یا اس کے آنسوؤں کا کلیتہاً ختم ہو جانا۔ یوں ”نزف“ کے معنی بتدریج عقل کا زائل ہو کر بے ہوش ہو جانے، خبطی اور مدہوش ہو جانے کے ہیں کہ جنت کی شراب سے دنیا کی شراب کی طرح بے ہوشی نہیں ہوگی اور عقل زائل نہیں ہوگی۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ شراب میں چار خصلتیں پائی جاتی ہیں: (۱)۔ نشہ، (۲)۔ سر درد، (۳)۔ قے، (۴)۔ پیشاب آور۔ مگر جنت کی شراب میں یہ عاتیں نہیں ہوں گی۔ (ابن کثیر)

ایک قراءت میں یہ ”ینزفون“ ہے یعنی زاء کے کسرہ کے ساتھ سورۃ الواقعہ (آیت: ۱۹) میں یہی قراءت عاصم کی ہے۔ جب کہ حمزہ اور کسائی دونوں مقام، یعنی الصافات اور الواقعہ میں زاء کے کسرہ سے پڑھتے ہیں جب کہ جمہور دونوں مقامات پر ”زاء“ پر زبر پڑھتے ہیں۔ اور اس کے معنی ہیں شراب سے مدہوش ہونا۔ یہی معنی ”ینزفون“ کے بھی ہیں مگر اس میں ایک معنی ختم ہونے کے بھی ہیں کہا جاتا ہے ”انزف الرجل“ کہ آدمی نے شراب ختم کر لی۔ یوں آیت کے معنی ہوں گے کہ اور نہ ان کے پینے سے ان کی شراب ختم ہوگی۔

گو جمہور نے اس کے یہی معنی مراد لیے ہیں کہ وہ اس سے مدہوش نہیں ہوں گے مگر اس قراءت کے ایک اضافی معنی بھی ہیں کہ وہ شراب پینے سے ختم نہیں ہوگی۔ اس میں یہ اشارہ ہے کہ دنیا میں شراب پینے والا جام پر جام پیے جاتا ہے اور وہ اس سے تبھی باز آتا ہے جب مدہوش ہو جاتا ہے یا شراب ختم ہو جاتی ہے۔ مگر جنتی شراب سے نہ مدہوشی ہوگی نہ کوئی اور ضرر ہوگا اور نہ ہی وہ ختم ہوگی۔ اہل جنت جتنی چاہیں نوش جاں فرمائیں۔

حضرت جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((لا عدوی ولا طیرۃ ولا غول.)) (صحیح مسلم، رقم الحدیث: ۲۲۲۲، رقم مسلسل: ۵۷۹۵، ۵۷۹۶)  
 ”نہ تو کسی کو دوسرے کی بیماری لگتی ہے اور نہ ہی بدشگون کوئی چیز ہے اور نہ غول کی کوئی تاثیر ہے۔“

غول واحد ہے اس کی جمع غیلان اور اغوال آتی ہے۔ اہل عرب کا یہ خیال تھا کہ جنگلات میں جنات و شیاطین کی ایک جنس ہے جو مختلف شکلیں بنا کر اور مختلف رنگ بدل کر لوگوں کو دکھائی دیتے ہیں اور انہیں راستے سے بھٹکا کر ہلاک کر دیتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کی نفی فرما کر اس نظریے کو باطل قرار دیا ہے۔ لہذا اس حدیث میں غول کی نفی نہیں بلکہ غول کے بارے میں اہل عرب کے خیال کی نفی ہے کہ وہ رنگ اور صورتیں بدل کر لوگوں کو اچک لیتے ہیں۔ حضرت جابر ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم سرسبز علاقے میں سفر کرو تو اپنی سواری کو چرنے دو، اور اپنی منزل کو کھوٹی نہ کرو، اور جب تم خشک علاقے میں سفر کرو تو جلدی گزر جاؤ، رات کو سفر کرو کہ زمین رات کو پلیٹ لی جاتی ہے۔ اور جب غیلان تمہیں پریشان کریں تو جلدی سے اذان دو، راستے کے درمیان نماز نہ پڑھو اور نہ وہاں ڈیرا ڈالو، کیونکہ وہاں سانپ اور درندے ہوتے ہیں۔ وہاں قضائے حاجت سے اجتناب کرو کیونکہ لوگ ان پر لعنت کرتے ہیں۔ (مسند احمد: ۳۸۲، ۳۸۳، ابویعلیٰ: ۴۵۲، ابن السنی: ۱۴۰) علامہ بیہقی نے کہا ہے کہ اس کے راوی صحیح کے راوی ہیں۔

(مجمع الزوائد: ۲۱۳/۳)  
 لیکن حسن بصری رضی اللہ عنہ نے یہ روایت حضرت جابر سے بیان کی ہے۔ اور ان کا حضرت جابر سے سماع ثابت نہیں۔ یہ مختصراً ابوداؤد مع عون المعبود (۳۳۳/۲) اور ابن ماجہ میں بھی ہے۔

غیلان کے پریشان کرنے پر اذان کا ذکر دیگر روایات میں بھی ہے۔ (مجمع: ۱۰/۱۳۷)

مگر ان میں بھی کلام ہے۔ ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ

## اربعین اعتقادی

درس  
حدیث

۹

## فرائد الفوائد في جمع الأربعين من أحاديث العقائد

باب: وجوب الإيمان بالملائكة، لقول الله تعالى:

﴿أَمِنَ الرَّسُولُ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْهِ مِنْ رَبِّهِ وَالْمُؤْمِنُونَ كُلٌّ آمَنَ بِاللَّهِ وَمَلَكَيْتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ﴾

[البقرة: ۲۸۵]

وقوله تعالى:

﴿وَمَنْ يَكْفُرْ بِاللَّهِ وَمَلَكَيْتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ وَاليَوْمِ الْآخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا بَعِيدًا﴾

[النساء: ۱۳۶]

۱۴: عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: كان رسول الله ﷺ يوماً بارزاً للناس، فأتاه رجل، فقال: يا رسول الله! ما الإيمان؟ قال: ((أن تؤمن بالله وملائكته وكتبه ولقائه ورسوله وتؤمن بالبعث الآخر.)) (صحيح بخاري، رقم الحديث: ۵۰، صحيح مسلم، رقم الحديث: ۹)

فرشتوں پر ایمان کے وجوب کا بیان:

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

”رسول اس پر ایمان لایا جو اس کے رب کی طرف سے اس پر نازل کیا گیا ہے اور سب مومن بھی، ہر ایک اللہ اور اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں پر ایمان رکھتے ہیں۔“

اور فرمان باری تعالیٰ ہے:

”اور جو شخص اللہ کے ساتھ، اس کے فرشتوں، اس کی کتابوں، اس کے رسولوں اور یوم آخرت کے ساتھ کفر کرے گا تو یقیناً وہ گمراہ ہوا، بہت دور گمراہ ہونا۔“

۱۴: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک دن لوگوں کے سامنے نمایاں طور پر تشریف فرما تھے، اسی اثنا میں آپ ﷺ کے پاس ایک آدمی آیا اور اس نے پوچھا: اے اللہ کے رسول ﷺ! ایمان کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”ایمان یہ ہے کہ تُو اللہ تعالیٰ، اس کے فرشتوں، اس کی کتاب، اس کی ملاقات، اس کے رسولوں پر اور آخرت کے دن اٹھنے پر ایمان لائے۔“

فوائد:

- ۱: فرشتوں کے وجود کی تصدیق کرنا اور ان پر ایمان لانا فرض ہے۔ نبی کریم ﷺ اور تمام اہل ایمان کا اس پر ایمان ہے۔
- ۲: اللہ عزوجل، فرشتوں، کتب الہی، رسولوں اور آخرت کا انکار سراسر گمراہی ہے۔
- ۳: نبی کریم ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ مل جل کر بیٹھا کرتے تھے اور ان کو دین کے احکامات سکھایا کرتے تھے۔
- ۴: حدیث میں مذکور سائل جناب جبریل علیہ السلام تھے۔
- ۵: عالم کا مخصوص جگہ میں تعلیم دینے کے لیے بیٹھنا مسنون عمل ہوگا۔
- ۶: فرشتوں کا وجود برحق ہے۔ اور ان کا انکاری کا کافر ہے۔

## حج، قربانی اور نکاح کے مسائل

مولانا مفتی محمد عبید اللہ خاں عقیف رحمۃ اللہ علیہ (بانی جامع مسجد امانۃ العزیز اہل حدیث، رحمت ٹاؤن، فیصل آباد)

### مسائل حج:

**سوال:** پاکستان سے بہ ذریعہ ہوائی جہاز حج کرنے کے لیے جانے والا شخص احرام کہاں سے باندھے؟ کیا اس کے لیے کوئی میقات مقرر ہے؟

**جواب:** پاکستان سے جدہ ایئر پورٹ کو پرواز کرنے والے ہوائی جہاز چونکہ احرام کی کسی میقات کے اوپر سے نہیں گزرتے۔ اس لیے حج اور عمرہ کرنے والا مسافر لاہور ایئر پورٹ سے ہوائی جہاز پر سوار ہونے سے پہلے احرام باندھ لے۔ یا اگر آپ کے جہاز نے کراچی ایئر پورٹ پر ٹھہرنا ہو تو کراچی پہنچ کر احرام باندھ لیں۔ جدہ چونکہ میقات نہیں لہذا وہاں سے احرام باندھنا ہرگز صحیح نہیں۔

**سوال:** دوران احرام تلبیہ ہی کہتا رہے یا اور کوئی ذکر یا تلاوت بھی کر سکتا ہے؟

**جواب:** تلبیہ کے بغیر تلاوت قرآن اور دوسرے ذکر اذکار سبحان اللہ، لا الہ الا اللہ، اللہ اکبر کی اجازت ہے تاہم تلبیہ افضل ہے۔

**سوال:** تلبیہ کے مسنون الفاظ کون سے ہیں؟

**جواب:** تلبیہ کے مسنون الفاظ یہ ہیں:

روی مالک عن نافع عن ابن عمر رضی اللہ عنہما ان تلبیۃ رسول اللہ ﷺ: ((لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ لَبَّيْكَ، إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكُ لَا شَرِيكَ لَكَ.))

(فقہ السنۃ: ۱/ ۵۵۸)

فائدہ: تلبیہ بہ آواز بلند کہنا چاہیے کیونکہ حدیث میں ہے:

عن ابی بکر رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ ﷺ سئل ای الحج افضل فقال العج والشج .

(رواہ الترمذی وابن ماجہ، فقہ السنۃ: ۱/ ۵۵۹)

”حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ کون سا حج افضل ہے؟ فرمایا: افضل حج وہ ہے جس میں تلبیہ بہ آواز بلند پکارا جائے اور قربانی ذبح کی جائے۔“

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اونچی آواز سے تلبیہ پکارنا مستحب ہے۔

**سوال:** تلبیہ کہنا کب بند کرے؟

**جواب:** احرام باندھنے کے وقت تلبیہ کہنا شروع کیا جائے اور دس ذی الحجہ کو جمرہ عقبہ یعنی بڑے شیطان تک پہنچ کر کنکریاں مارنے سے پہلے تلبیہ کہنا بند کر دینا چاہیے۔ حدیث میں ہے:

فان رسول اللہ ﷺ لم یزل یلبی حتی بلغ الجمرة . (رواہ الجماعة)

یعنی رسول اللہ ﷺ یوم النحر میں جمرہ عقبہ کو پہلی کنکری مارنے تک تلبیہ کہتے رہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا وقت احرام سے لے کر جمرہ عقبہ کو کنکریاں مارنے کے وقت تک تلبیہ کہتے رہنا چاہیے۔

**سوال:** بیت اللہ شریف کو دیکھ کر ہاتھ اٹھانے ہیں یا نہیں؟ اور اسے دیکھ کر کون سی دعا پڑھی جائے؟ (سعید اکبر، لاہور)

**جواب:** بیت اللہ کو دیکھ کر ہاتھ اٹھا کر یہ دعا پڑھیں جیسا کہ امام ابن جریر نے روایت کی ہے:

اللہم زد هذا البيت تشريفًا وتعظيمًا

وتکریمہ ومہابة وزد من شرفه وكرمه ممن  
حجہ او اعتمر تشریفا وتکریمہ وتعظیما  
وبرا . (رواہ الشافعی، فقہ السنۃ: ۵۸۵ / ۱)  
”یا اللہ! اس گھر کو شرافت، بزرگی، عزت، ہیبت اور نیکی میں  
زیادہ کر اور حج یا عمرہ کرنے والوں میں جس نے اس گھر کی  
شرافت اور تکریم کی اس کو شرافت اور بزرگی میں زیادہ کر اور  
نیکی عطا کر۔“

**سوال:** حدود حرم کی کی نشان دہی فرمائیں۔ (سعید احمد حنیف سلفی)

**جواب:** حرم کی کا موجودہ حدود خمسہ یہ ہے:

مکہ مکرمہ سے جانب شمال حرم کی مقام تنعیم تک ہے مگر مقام تنعیم  
حرم سے خارج ہے مکہ اور تنعیم کے درمیان چھ کلومیٹر کا فاصلہ ہے۔  
جانب جنوب حرم کی کی حد مقام اضاہ ہے اور مقام اضاہ مکہ سے  
۱۲ کلومیٹر پر واقع ہے۔ اور مشرق کی جہت میں حرم کی کی آخری حد  
مقام جعرانہ ہے اور جعرانہ مکہ سے ۱۶ کلومیٹر پر واقع ہے اور شمال مشرق  
کی جہت میں حرم کی کی حدود ادنیٰ نخلہ ہے اور وادی نخلہ مکہ سے ۱۴ کلومیٹر  
پر پڑتی ہے۔ اور مغرب کی جہت میں حرم کی کی حد مقام شمسی تک چلی  
گئی ہے اور یہ مقام شمسی مکہ مکرمہ سے ۵ کلومیٹر پر واقع ہے۔

(فقہ السنۃ: ۵۸۱/۱)

**سوال:** اگر کسی عورت کو احرام باندھنے کے وقت بچہ پیدا ہو جائے تو  
وہ کیا کرے؟

**جواب:** اگر احرام باندھتے وقت بچہ پیدا ہو تو عورت غسل کرنے کے  
بعد مضبوط لنگوٹی باندھ کر احرام باندھ لے اور تلبیہ کہتی جائے جیسا کہ  
صحیح مسلم میں حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کی مشہور اور طویل حدیث  
میں ہے کہ حضرت ابوبکر کی بیوی حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کے ہاں  
ذوالحلیفہ کے مقام پر محمد بن ابوبکر تولد ہوا تو اس محترمہ نے صورت حال  
کی رسول اللہ ﷺ کو اطلاع دی اور پوچھا کہ میں اب کیا کروں؟ تو  
آپ ﷺ نے فرمایا:

((اغتسلی واستغفري بثوب واحرمی .))

(صحیح مسلم: ۳۹۴ / ۱)

”غسل کرنے کے بعد کپڑے کے ساتھ مضبوط لنگوٹی  
باندھنے کے بعد احرام باندھ لے اور تلبیہ پکارتی چل۔“  
اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نفاس والی اور حیض وغیرہ میں مبتلا  
عورت کے لیے غسل بالاولیٰ سنت ہے۔ لہذا غسل کر کے احرام باندھ  
کر سفر حج جاری رکھے۔

**سوال:** اگر حج کے سفر میں اعمال حج کے شروع میں عورت کو حیض  
آجائے تو وہ کیا کرے؟

**جواب:** یہ بی بی دوسرے حاجیوں کی طرح حج کے تمام اعمال اور  
مناسک ادا کرے مگر طواف اس وقت تک نہ کرے جب تک حیض سے  
فارغ ہو کر غسل نہ کر لے۔ جیسا کہ حسب ذیل حدیث سے واضح ہے:

عن عائشة رضی اللہ عنہا ان رسول اللہ ﷺ  
دخل علیہا فہی تبکی فقال أنفست؟ یعنی  
الحیضة قالت نعم قال ان هذا شیء کتبہ اللہ  
علی بنات آدم فاقضی ما یقضی الحاج غیر  
ان لا تطوفی بالبیت حتی تغتسل .

(صحیح بخاری)

”حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں سفر حج میں رو رہی تھی  
کہ رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور پوچھا کیا  
حیض آگیا؟ میں نے کہا: ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ چیز  
تو اللہ تعالیٰ نے آدم کی بیٹیوں پر لکھ رکھی ہے۔ لہذا ایسی کوئی  
بات نہیں جیسے حاجی کرتے ہیں آپ بھی کرتی رہیں مگر بیت  
اللہ کا طواف نہ کریں۔ حیض کا غسل کرنے کے بعد بیت اللہ  
کا طواف کر لیتا۔“

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حائضہ اور نفاس والی عورتیں حیض اور  
نفاس کی حالت میں حج کے تمام اعمال ادا کر سکتی ہیں۔ مگر طواف غسل  
حیض کے بعد کر لیں تو حج ادا ہو جائے گا۔

ماہرین کا کہنا یہ ہے کہ مویشیوں کے دانت اس وقت ہلنے لگتے ہیں جب نیچے سے نئے دانت اگنا شروع ہو جاتے ہیں۔ نئے دانت اگنے سے پہلے موجودہ دانت ہرگز نہیں ہلتے۔ لہذا اگر واقعی قدرتی طور پر گائے، بکھرے، بکرے وغیرہ کے دانت ہلنے لگ جائیں تو وہ دودانتا ہے اور بلاشبہ اس کی قربانی شرعاً جائز ہے۔ اگر کسی طریقے سے خود ہلائے گئے ہوں تو ایسے جانور کی قربانی ہرگز جائز نہیں ہوگی۔ یہ تحقیق کر لی جائے کہ دانت قدرتی طور پر ہل رہے ہیں یا قصداً ہلائے یا توڑے گئے ہیں۔

**سوال:** کیا کٹے کی قربانی جائز ہے؟ (عبد السامی، فیصل آباد)

**جواب:** بھینس اور بھینسا بہیمۃ الانعام میں شامل نہیں اور قربانی کے لیے بہیمۃ الانعام ہونا ضروری ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا لِّيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَىٰ مَا رَزَقَهُمْ مِّنْ بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ﴾ [الحج: ۳۴]

”ہم نے ہر امت میں قربانی جاری رکھی تاکہ وہ اللہ تعالیٰ کا نام لیں ان جانوروں پر جو اللہ نے بہیمۃ الانعام کی جنس سے عطا کر رکھے ہیں۔“

اور بھینس بہیمۃ الانعام بالاتفاق شامل نہیں۔ لہذا اس کی قربانی مستحسن نہیں۔ اس سے اجتناب ضروری ہے۔ تاہم کٹے کی قربانی کرنے والا قابل ملامت نہیں۔ حضرت شیخ ابوالحسن عبید اللہ مبارک پوری نے مرعۃ شرح مشکاۃ میں یہی رائے قائم کی ہے۔ تاہم بھینس کو گائے کی بڑی نسل قرار دینا صحیح نہیں۔ کیونکہ گائے اور بھینس میں ہم نسل ہونے کی کوئی قدر موجود نہیں۔ بلکہ دو مختلف نسلیں ہونے پر درج ذیل فرق واضح دلیل ہیں:

- ۱: گائے شوقین جانور ہے جو کچڑ پر نہیں بیٹھتی۔ جب کہ بھینس صفائی پسند مویشی نہیں ہے۔ کچڑ میں لیٹنا اس کا پسندیدہ عمل ہے۔
- ۲: گندے نالے کے پانی میں نہانا اسے مرغوب ہے۔
- ۳: گائے کا دودھ پتلا اور زود ہضم ہوتا ہے جب کہ بھینس کا دودھ گاڑھا اور زود ہضم نہیں ہوتا۔

**سوال:** کیا حیض کی روک تھام کے لیے مانع حیض گولیاں کھالینے کی اجازت ہے؟

**جواب:** سفر حج میں تکمیل حج کی نیت سے مانع حمل گولیاں کھانے میں شرعاً کوئی قباحت نہیں جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے اس کا جواز مروی ہے:

سئل ابن عمر عن المرأة تشرب الدواء ليرتفع حیضها لتتفر فلم یری به بأساً و نعت لهم ماء الاراک .

(القری لقاصد ام القری بحوالہ سعید بن منصور)

”حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سوال ہوا کہ عورت حیض رفع کرنے کی دوا پی سکتی ہے تاکہ فارغ ہو کر ہمراہیوں کے ساتھ جاسکے؟ جواب میں فرمایا کوئی حرج نہیں وہ دوا اس زمانے میں پیلو کے درخت کے پتوں کو گھوٹ کر تیار کی جاتی تھی۔“

یہ تو اس دور کی مانع حیض دوا تھی مگر آج طبی سائنس کے ذریعے مانع حیض گولیاں ایجاد ہو چکی ہیں ان کے استعمال میں کوئی قباحت نہیں بشرط کہ کسی ماہر ڈاکٹر یا حکیم کے مشورے کے بعد یہ گولیاں استعمال کی جائیں۔ تاکہ حیض روکنے کی کوشش میں دوسرے امراض لاحق نہ ہو جائیں۔ کیونکہ ایلو پیتھک کی ادویات کا رد عمل کافی حد تک یقینی ہے۔ یہ علاج مرض کو ختم کرنے کی بجائے مرض کو دبا تا ہے جس کے نتیجے میں ایک اور مرض لاحق ہو جاتا ہے۔ لہذا ماہر ڈاکٹر یا حکیم حاذق کے مشورے کے بغیر ان گولیوں کا استعمال مضر ثابت ہونا خارج از امکان نہیں۔

**قربانی کے مسائل:**

**سوال:** جانور کے دانت ابھی گرے نہیں لیکن ہلتے ہیں اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

**جواب:** واضح رہے کہ مویشیوں گائے، بکرا اور بھیڑوں کی عمروں کے



۴: گائے کا دودھ بادی نہیں ہوتا جب کہ بھینس کا دودھ بادی ہوتا ہے۔

۵: گائے کا گوشت پیلا اور ترش ہوتا ہے جب کہ بھینس کا گوشت سفید اور میٹھا ہوتا ہے۔

۶: گائے کا مکھن زرد سا ہوتا ہے جب کہ بھینس کا مکھن سفید ہوتا ہے۔

۷: گائے کے سینگ چوڑی دار نہیں ہوتے جب کہ بھینس کے بالعموم چوڑی دار (چورکنڈی) ہوتے ہیں۔

۸: بھینس بے سینگ نہیں ہوتی جب کہ گائے بے سینگ بھی ہوتی ہے۔

۹: بھینس کے پچھلے تھنوں میں دودھ زیادہ ہوتا ہے جب کہ گائے کے آگے والے تھنوں میں دودھ زیادہ ہوتا ہے۔

۱۰: گائے کی وضع حمل کی مدت صرف ۹ ماہ ہے جب کہ بھینس کا حمل وضع ہونے کی مدت دس ماہ اور کچھ دن ہوتی ہے۔

بتائیے ان فروق کے ہوتے ہوئے بھینس کو گائے کی بڑی نسل (نوع) قرار دینا کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔ بہر حال اس فقیر خادم علم کے نزدیک بھینس کو گائے کی بڑی نوع قرار دے کر اس کی قربانی کے جواز کی دلیل ٹھہرا لینا درست نہیں۔

**سوال:** بھینس کی زکاة ہے اگر ہے تو اس کو کس میں شمار کیا جائے گا۔

(جماعت مرکزی مسجد اہل حدیث، سمندری)

**جواب:** دراصل سائل کا ارادہ اس سوال میں بھینس کی زکاة معلوم کرنا نہیں بلکہ وہ اس سوال کے ذریعے اس کی قربانی کے جواز کی دلیل بنانا چاہتا ہے۔ اگر سائل کا یہی مقصد ہے تو اس کا یہ خیال درست نہیں۔

بعض اعمال یا مسائل کی مختلف حیثیتیں ہوتی ہیں اور مصلحت کے پیش نظر اس کی دونوں جہتوں کو مد نظر رکھا جانا ضروری ہوتا ہے۔ اس کی مثال صحیح بخاری میں ہے کہ عتبہ بن ابی وقاص نے زمعہ کی لونڈی سے زنا کیا اور حاملہ ہو گئی۔ دور جاہلیت میں زنا کو تفریح اور ولد الزنا حقیقی بیٹا

سمجھا جاتا تھا۔ اس غلط رواج کے مطابق عتبہ کا فرنے اپنے بھائی سعد بن ابی وقاص کو وصیت کی کہ میں نے زمعہ کی لونڈی سے زنا کیا ہے۔ اگر بچہ پیدا ہو تو اس کو اپنی کفالت میں لے لینا کہ وہ تیرا بھتیجا ہے۔ جب بچہ پیدا ہوا تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے بچہ مانگا تو حضرت عبد بن زمعہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ میرا بھائی ہے۔ میرے باپ کے فراش پر پیدا ہوا ہے لہذا بچہ آپ کو نہیں دیا جاسکتا۔ دونوں نے رسول اللہ ﷺ سے مراجعہ کیا تو آپ نے ((الولد للفرش واللعاهر الحجر)) کے تحت بچہ عبد بن زمعہ کو دے دیا۔ یہ قانوناً عبد بن زمعہ اور ام المؤمنین سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا کا بھائی ٹھہرا مگر چونکہ اس بچے کے نقوش اور حلیہ عتبہ کے ساتھ ملتا تھا لہذا آپ ﷺ نے ازراہ احتیاط حضرت سودہ کو اس سے پردے کا حکم فرمایا۔

اس سے ثابت ہوا مصلحت کے مطابق کسی معاملے کی دو مختلف جہتیں ہو سکتی ہیں۔ لہذا اسی طرح مفاد عامہ اور غرباء کی معاونت کے پیش نظر بھینس کو گائے کا حکم دیا گیا ہے اور چونکہ حلال ہونے کے باوجود بہیمۃ الانعام میں داخل نہیں لہذا اس کی قربانی مستحسن نہیں۔

**سوال:** اگر قربانی کے جانور کا صرف ایک دانت اکھڑا تو کیا اس کی قربانی جائز ہے۔

**جواب:** ایسا کبھی نہیں دیکھا اور نہ سنا کہ صرف ایک دانت ہی اکھڑے اور دوسرا اپنی جگہ مضبوط ہو اور ہل بھی نہیں رہا۔ تو اس کی قربانی جائز نہیں۔ کیونکہ اس میں قوی شبہ ہے کہ خود توڑا گیا ہے۔ لہذا احتیاط کا تقاضا یہ ہے کہ اس کی قربانی نہ کی جائے۔ اسلم اور احوط امر یہی ہے کہ اس کی قربانی سے گریز کیا جائے۔

**سوال:** قربانی کے لیے خریدا ہوا جانور شدید بیمار ہو گیا ہے، علاج کے بعد آہستہ آہستہ تندرست بھی ہو رہا ہے۔ ایسے جانور کی قربانی کر سکتے ہیں یا دوسرا جانور خریدنا پڑے گا؟

(حافظ ثناء اللہ، بھکھی سندھواں)

**جواب:** اگر یہ نام زد برائے قربانی تندرست ہو چکا ہے تو پھر اس کی قربانی جائز ہے ورنہ بیماری کی حالت میں اس کی قربانی جائز نہ ہوگی۔

کیونکہ حدیث کے مطابق موٹے اور تندرست اور جملہ عیوب سے مبرا جانور کی قربانی ہونی چاہیے۔

**سوال:** کون سے جانور قربانی میں ذبح کر سکتے ہیں؟ کیا سانڈ وغیرہ کی قربانی جائز ہے؟ (حافظ ثناء اللہ، بھکھی سندھواں)

**جواب:** گائے (نر، مادہ)، اونٹ (نر، مادہ)، بکرا (نر، مادہ) اور بھیڑ (مینڈھا) (نر، مادہ)۔ یہ آٹھ مویشی بہیمۃ الانعام میں داخل ہیں اور انہی کی قربانی مشروع ہے اور کسی حلال مویشی بھینس اور بھینسے کی قربانی شرعاً مشروع اور معبود نہیں اور نہ سانڈ وغیرہ کی قربانی رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ثابت ہے۔ اس کو گائے کی بڑی نوع (نسل) قرار دینا صحیح اور درست نہیں۔ گائے اور بھینس میں دس فرق ہیں جیسا کہ پیچھے تفصیل گزر چکی ہے جن کے ہوتے ہوئے اس کو گائے کی بڑی نوع قرار دینا صحیح نہیں۔

حضرت شیخ عبید اللہ مبارک پوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں بھینس کی قربانی مشروع اور مستحسن نہیں تاہم اگر کوئی اس کی قربانی کے جواز کا قائل ہے تو اس کو ہدف ملامت نہیں بنائیں گے۔ اور یہی رائے اصوب اور احوط ہے۔

**سوال:** عورت کے نکاح میں باپ کی عدم موجودگی میں کون ولی بن سکتا ہے۔ اور نکاح میں کیا عورت کا بھائی گواہ نہیں بن سکتا؟

(حافظ ثناء اللہ، بھکھی سندھواں)

**جواب:** باپ کے علاوہ بالغ بیٹا، چچا، تایا، بھتیجا وغیرہ بالغ عاقل اور عادل آدمی باپ کی غیر موجودگی میں ولی بن سکتا ہے لیکن اس کی غیر موجودگی سے غلط فائدہ نہ اٹھایا جائے، یعنی اس کی طرف سے اجازت نہ ہو اور اس کی غیر موجودگی میں اس کی اجازت کے بغیر ولی نکاح بن جانا جائز نہیں۔ مگر یاد رہے نانا، ماموں یا ماموں کا بیٹا ولی نہیں بن سکتا۔ الایہ کہ اگر لڑکی نکھیا کی کفالت میں ہو اور والد نے کفالت کی اجازت دے رکھی ہو تب کفالت کی وجہ سے نانا، ماموں ولی بن سکتے ہیں ورنہ نہیں۔

**سوال:** جھگڑے کے فیصلے میں باپ کے حق میں بیٹا گواہی دے سکتا ہے یا بیٹے کے حق میں باپ؟ (حافظ ثناء اللہ، بھکھی سندھواں)

**جواب:** حدیث اتقوا مواضع التہم۔ تہمت کی جگہوں سے بچو۔ ناحق طرف داری کا الزام نہ لگے۔ چونکہ قوی امکان ہے کہ بیٹا باپ کی حمایت اور طرف داری میں جھوٹی گواہی کا مرتکب ہو سکتا ہے اور اس طرح باپ کے بارے میں بھی قوی امکان ہے کہ بیٹے کو سزا سے بچانے کے لیے ”شہادت زور“ (جھوٹی گواہی) کا مرتکب ہو جائے۔ اس لیے شرعاً باپ کی بیٹے کے حق میں اور بیٹے کی باپ کے حق میں گواہی قبول نہیں جیسا کہ قاضی شریح نے حضرت علی کے حق میں اور ان کے غلام قنبر کی گواہی مسترد کر دی تھی۔

### ضروری اعلان

ہفت روزہ ”الاعتصام“ لاہور میں مضامین ارسال کرنے والے خواتین و حضرات درج ذیل باتوں کا ضرور خیال فرمایا کریں:

- ⊙ مضمون کاغذ کی ایک طرف لکھا ہو، صاف ستھرا اور حاشیہ چھوڑ کر لکھیں۔
- ⊙ مضمون مدلل، باحوالہ، آیت، حدیث اور کتب کے نام و صفحہ نمبر مکمل تحریر فرمائیں۔
- ⊙ جلسوں، کانفرنسوں کے اشتہارات یا اعلانات بھیجنے والے احباب اس کا اعلان جلسہ یا کانفرنس کے انعقاد سے پندرہ دن پہلے ارسال کر دیا کریں، نیز ان جلسوں یا تقاریب کی رپورٹ وغیرہ شائع کرنے سے ادارہ قاصر ہے۔
- ⊙ مضمون ارسال کرنے والے شائع ہونے کے لیے اپنی باری کا انتظار کیا کریں نیز غیر معیاری مضامین کی اشاعت سے اداه معذرت خواہ ہے۔ امید ہے قارئین دفتر الاعتصام سے تعاون کریں گے۔ (منیجر)

# اسلام کا روحانی نظام

## قرآن اور حدیث و سنت کی روشنی میں

سید عالم جمال عبدالسلام ہشام

چوتھا اصول: پابندی ارکان اسلام:

اسلام کے روحانی نظام کا چوتھا بنیادی اصول یہ ہے کہ دل و جان کی گہرائیوں سے ارکان اسلام کی پابندی کی جائے جو محمد رسول اللہ ﷺ نے اپنی زبان مبارک سے واضح فرمائے:

((بنی الاسلام علی خمس شہادہ ان لا الہ الا اللہ و ان محمداً رسول اللہ و اقام الصلاة و ایتاء الزکاة والحج و صوم رمضان .)) (صحیح بخاری، رقم الحدیث: ۸)

یہاں اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر بیان کی گئی ہے:

۱۔ توحید و رسالت کا اقرار۔

۲۔ نماز قائم کرنا۔

۳۔ زکاة ادا کرنا۔

۴۔ حج کرنا۔

۵۔ رمضان کے روزے رکھنا۔

حکمت نماز:

نفس انسانی کی تطہیر و تزکیہ نماز کا بنیادی مقصد ہے اور اس کے ذریعے انسان اللہ کا قرب حاصل کرتا ہے اور یہ نماز ہی ہے جو انسانی روح کو رذائل کی کثافت سے پاک کرتی ہے چنانچہ ارشاد ہوا:

﴿وَأَقِمِ الصَّلَاةَ إِنَّ الصَّلَاةَ تَنْهَى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ﴾ [العنکبوت: ۴۵]

”اور نماز قائم کر، بے شک نماز بے حیائی اور برائی سے روکتی ہے۔“

کہیں نماز کی تاکید کرتے ہوئے فرمایا:

﴿حِفْظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَى﴾

[البقرة: ۲۳۸]

”سب نمازوں کی حفاظت کرو اور درمیانی نماز کی۔“

احادیث مبارکہ میں بھی اس کی اہمیت پر انتہائی زور دیتے ہوئے اسے کفر اور ایمان میں حد فاصل قرار دیا گیا ہے۔ چنانچہ ارشاد رسول اللہ ﷺ ہے:

((بین الرجل و بین الشرك و الکفر ترک الصلوة .)) (صحیح مسلم، رقم الحدیث: ۸۲)

”آدمی اور کفر و شرک کے درمیان حد فاصل نماز کا ترک کرنا ہے۔“

نیز جب آپ ﷺ سے افضل عمل کے بارے میں سوال کیا گیا تو جواب دیا:

((الصلاة لوقتھا .)) (صحیح مسلم، رقم الحدیث: ۸۵)

”بروقت نماز کی ادائیگی۔“

نیز آپ ﷺ نے نہر اور اس میں پانچ مرتبہ نہانے کی مثال سے واضح فرمایا کہ نماز نفس انسانی کی تطہیر و پاکیزگی کا ایک اہم ذریعہ ہے اور اس کی ادائیگی کے بغیر انسان مسلمان کہلوانے کا حق دار نہیں چہ جائیکہ اسے روحانی اعتبار سے کوئی برتر ہستی سمجھ لیا جائے۔ اس لیے آپ ﷺ نے فرمایا:

ارایتم لو ان نہرا بباب احدکم یغتسل منه کل یوم خمس مرات هل یبقی من درنہ

نماز کی بجائے باطنی یا دلی نماز کے قائل ہیں۔ اس لیے کچھ عبارات اکابر صوفیاء کی پیش کی جارہی ہیں جن سے نماز کی اہمیت کا مزید اندازہ ہوگا۔

**حضرت عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کا قول:**

الصلاة خطرہا عظیم و امرہا جسيم و بالصلاة امر الله تبارك و تعالى رسول محمدا صلى الله عليه و سلم و اول ما اوحى الله بالنبوة ثم بالصلوة قبل كل عمل و قبل كل فريضة في آيات كثيرة .

(غنية الطالبين، ص: ۵۸۶)

**ابونصر عبداللہ سراج طوسی کا قول:**

ان يكون تاهبهم للصلوة قبل دخول وقت الصلوة حتى لا يفوتهم الوقت الاول الذي هو المختار . (اللمع، ص: ۲۰۳)

**شیخ عبدالقادر سہروردی کا قول:**

فالصلاة صلة بين الرب والعبد .

(عوارف المعارف، ص: ۳۰۲)

**ادائیگی زکاۃ:**

زکاۃ کی ادائیگی بھی انسانی نفس کی تطہیر کا ذریعہ ہے، اس کے ذریعے انسانی نفس مال و دولت کے فتنے کا شکار ہونے سے بچتا ہے بخل اور شح جیسی اخلاقی برائیوں سے محفوظ ہو جاتا ہے۔ جب کہ ایثار اور قربانی کا جذبہ زکاۃ ہی سے پروان چڑھتا ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِمْ بِهَا﴾

[التوبہ: ۱۰۳]

”ان کے مالوں سے صدقہ لے، اس کے ساتھ تو انھیں

پاک کرے گا۔“

اور اکثر مقامات پر ارشاد ہوا:

شیء؟ قالوا! لا يبقی من درنہ شیء قال : فذلك مثل الصلوات الخمس يمحو الله بهن الخطايا . (صحيح مسلم، رقم الحديث: ۶۶۷)

”تمہارا اس آدمی کے بارے میں کیا خیال ہے جس کے دروازے سے نہر گزرتی ہو اور وہ روزانہ پانچ دفعہ اس میں نہاتا ہو، کیا اس کی میل کچیل باقی رہے گی؟ صحابہ نے کہا: نہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: پانچ وقت نماز کا معاملہ بھی ایسا ہے اللہ تعالیٰ ان نمازوں کی بدولت اس کی خطائیں مٹا دیتا ہے۔“

**فوائد نماز:**

۱۔ یہ انسان میں ضبط نفس کی طاقت پیدا کرتی ہے۔ نفس اللہ کی معصیت کے بہانے ڈھونڈتا ہے لیکن نماز ہر وقت تازیانہ بن کر انسان کی اونگھتی ہوئی قوت ارادی کو جگاتی ہے۔

۲۔ بندے کو رب کے قریب لاتی ہے اور اس کے قلب کو پاکیزگی اور روح کو بالیدگی عطا کرتی ہے۔

۳۔ نماز ایک منظم اجتماعی زندگی کی ضمانت دیتی ہے اور اذان ہوتے ہی تمام لوگوں کا مسجد میں جمع ہونا اور ایک امام کی حرکت کا تابع ہونا اطاعت امر کی بہترین ذہنی اور عملی تربیت ہے۔

یہی وجہ ہے کہ نماز نفس انسانی کو اطاعت الہی کے لیے تیار کرتی اور محاسبہ نفس پر اُکساتی رہتی ہے اور نماز نہ پڑھنے والا ان تمام کیفیات سے یکسر محروم ہو جاتا ہے۔

یہاں یہ امر قابل غور ہے کہ نماز نفس انسانی پر دیر پا اثرات اس صورت میں مرتب کرتی ہے اگر وہ کسل، وسوسوں، بے خبری، چوری اور ریا سے پاک ہو۔ اگر ان فتنوں سے نماز کو بچا لیا جائے تو نماز فی الواقع آنکھوں کی ٹھنڈک، دل کی طمانیت اور روح کا سرور بن جاتی ہے۔

**ایک شبہ کا ازالہ:**

مروجہ تصوف جدید میں بعض نام نہاد پیران طریقت کے ہاں نماز کا وہ مقام نہیں جو دین اسلام نے اسے دیا ہے۔ اس لیے وہ ظاہری

﴿وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ﴾  
”اور نماز قائم کرو اور زکاۃ ادا کرو۔“

نیز زکاۃ نہ ادا کرنے والوں کے بارے میں ارشاد ہوا:

﴿وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يَنْفِقُونَهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ أَلِيمٍ ۝ يَوْمَ يُحْمَىٰ عَلَيْهَا فِي نَارِ جَهَنَّمَ فُتْكُوىٰ بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوبُهُمْ وَظُهُورُهُمْ هَذَا مَا كَنَزْتُمْ لَكُمْ أَنْفُسَكُمْ فَذُوقُوا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُونَ ۝﴾ [التوبة: ۳۴]

”اے لوگو جو ایمان لائے ہو! بے شک بہت سے عالم اور درویش یقیناً لوگوں کا مال باطل طریقے سے کھاتے ہیں اور اللہ کے راستے سے روکتے ہیں اور جو لوگ سونا اور چاندی خزانہ بنا کر رکھتے ہیں اور اسے اللہ کے راستے میں خرچ نہیں کرتے، تو انھیں دردناک عذاب کی خوش خبری دے دے۔“

اس وعید شدید سے معلوم ہوتا ہے کہ زکاۃ ادا نہ کرنے والا اپنے بخل اور کنجوسی کی وجہ سے اپنی روح کو اتنا داغ دار کر لیتا ہے کہ ہمیشہ کی ذلت اس کا مقدر بن جاتی ہے۔

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

امرت ان اقاتل الناس حتى يشهدوا ان لا اله الا الله وان محمدا رسول الله و يقيموا الصلوة ويؤتوا الزكاة .

(صحیح بخاری، رقم الحدیث: ۴۵)

ان نصوص سے معلوم ہوتا ہے کہ زکاۃ کا حقیقی اور بنیادی مقصد ہی یہ ہے کہ دل کی پاکی حاصل ہو اور نفس کا تزکیہ ہو۔

قرآن میں ہے۔

﴿وَسَيَجْزِيهَا الْآتَقَىٰ ۝ الَّذِي يُوْتِي مَالَهُ يَتَزَكَّىٰ ۝﴾

[اللیل: ۱۷، ۱۸]

”اور غنقریب اس سے وہ بڑا پرہیزگار دروہ رکھا جائے گا۔ جو

اپنا مال (اس لیے) دیتا ہے کہ پاک ہو جائے۔“

نیز زکاۃ کا ایک اجتماعی پہلو بھی ہے اور وہ یہ کہ ناداروں کی مدد کی جائے اور مال داروں سے مال لے کر اسے غرباء میں گردش دی جائے۔

روزہ:

روزہ ایک ایسی عبادت ہے جس کا نشان قدیم مذاہب میں بھی ملتا ہے۔ خود قرآن مجید میں ارشاد ہوا:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ۝﴾

[البقرة: ۱۸۳]

”اے لوگو جو ایمان لائے ہو! تم پر روزہ رکھنا لکھ دیا گیا ہے، جیسے ان لوگوں پر لکھا گیا جو تم سے پہلے تھے، تاکہ تم پتہ جاؤ۔“  
یہاں روزے کا مقصد یہی بیان ہوا کہ اس سے انسان میں تقویٰ اور پرہیزگاری جیسے اخلاق حمیدہ پروان چڑھتے ہیں جو انسانی نفس کے منہ زور جذبات کو قابو میں رکھتے اور ان پر کمند ڈالتے ہیں۔ نیز رسول اللہ ﷺ نے بھی فرمایا:

((الصيام جنة من النار كجنة احدكم من

القتال . )) (سنن ابن ماجہ، رقم الحدیث: ۱۶۳۹)

”روزہ اسی طرح آگ کے سامنے ڈھال ہے جس طرح تم دوران جنگ اپنے بچاؤ کے لیے ڈھال استعمال کرتے ہو۔“

روزہ جہنم سے ڈھال ہے کیوں کہ جب آدمی روزہ کی حالت میں اپنے نفس کی سرکشی اور تندگی کو قابو میں رکھتا ہے تو روزہ نہ صرف گناہوں کے خلاف ڈھال بن جاتا ہے بلکہ نتیجے کے طور پر جہنم سے بچاؤ کا بھی ذریعہ بنتا ہے۔

نیز رسول اللہ ﷺ نے یہ بھی فرمایا:

((من صام رمضان ايمانا واحتسابا غفر له ما

تقدم من ذنبه . ))

(صحیح بخاری، رقم الحدیث: ۱۹۰۱)



یتمہ بتقوی اللہ عزوجل .

(غنیۃ الطالبین، ص: ۳۴۵)

”روزے دار کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے روزے کو گناہوں سے پاک کرے اور تقویٰ کی قوت پیدا کرتے ہوئے اسے مکمل کرے۔“

جج:

جج کے نتیجے میں انسان کا نفس گناہوں کے اثرات سے پاک ہو جاتا ہے اور وہ دار آخرت میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے ہاں اعزاز و اکرام کا اہل اور مستحق بن جاتا ہے۔

قرآن مجید میں اللہ نے جج صرف صاحب استطاعت پر فرض قرار دیا ہے۔ چنانچہ ارشاد باری ہے:

﴿وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ

سَبِيْلًا﴾ [آل عمران: ۹۷]

”اور اللہ کے لیے لوگوں پر اس گھر کا حج (فرض) ہے، جو اس کی طرف راستے کی طاقت رکھے۔“

اور حج کی عبادت کے مراحل سے گزرنے کے بعد انسانی نفس آلائشوں سے کس طرح پاک ہوتا ہے؟ اس بارے میں رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان عالی شان قابل غور ہے:

((من حج البيت فلم يرفث ولم يفسق رجع كيوم ولدته امه .))

(صحیح بخاری، رقم الحدیث: ۱۸۱۹)

یعنی اگر انسان جنسی خواہشات پر قابو رکھتے ہوئے، نافرمانی سے بچتے ہوئے حج بیت اللہ کا فریضہ سرانجام دیتا ہے تو وہ ایسے پاک صاف ہو جاتا ہے جیسے وہ اپنی پیدائش کے دن تھا۔

نیز آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا:

((الحج المبرور ليس له جزاء الا الجنة))

(صحیح بخاری، رقم الحدیث: ۱۷۷۳)

اس حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایمان اور طلب ثواب کی نیت سے رکھے گئے روزے انسان کے گناہوں کو مٹاتے ہیں۔ اور اس کے نفس کی کثافتیں روزے کی برکات سے زائل ہو جاتی ہیں۔

مولانا امین احسن اصلاحی لکھتے ہیں:

”روزے کی عبادت اسلام نے اس لیے مقرر فرمائی ہے کہ ایک طرف نفس انسانی کے یہ سرکش رجحانات ضعیف ہو کر اعتدال پر آئیں اور دوسری طرف انسان کی قوت ارادی ان کو دبانے اور ان کو حدود الہی کا پابند بنانے کے لیے طاقت ور ہو جائے۔“ (تزکیہ نفس، ص: ۲۸۱)

مزید لکھتے ہیں:

”روزے کی سب سے بڑی برکت یہ ہے کہ اس سے انسان کی روح ملکوتی کو نفسانی خواہشات کے دباؤ سے بہت بڑی حد تک آزادی حاصل ہو جاتی ہے۔“ (ایضاً، ص: ۲۸۲)

روزے کے ذریعے انسان کی تین خواہشات زد میں آتی ہیں:

(۱)۔ بھوک، (۲)۔ جنسی خواہش، (۳)۔ آرام طلبی۔

چنانچہ پروفیسر خورشید احمد لکھتے ہیں:

”روزہ ان تینوں کو اپنی گرفت میں لے لیتا ہے اور ان سب کے منہ میں مضبوط لگام دے کر راسیں ہمارے ہاتھ میں دے دیتا ہے۔ تیس دن کی مسلسل مشق کا مقصد یہ ہے کہ بجائے اس کے کہ ہمارا نفس ہم پر غلبہ حاصل کر لے ہم اپنے خادم پر پورا اقتدار حاصل کر لیں۔“

(اسلامی نظریہ حیات، ص: ۳۱۸)

روزے کی اسی اہمیت کی وجہ سے جنید بغدادی اس کو نصف

طریقت بیان کرتے ہیں۔ (کشف المحجوب، ص: ۲۸۰)

اہل تصوف کے ہاں بھی روزے کا ادب مقاصد کا درست ہونا،

خواہشات سے الگ ہونا، دل کو فاسد خیالات سے پاک رکھنا اور

ہمیشہ اللہ کا ذکر کرنا ہے۔ چنانچہ شیخ عبدالقادر جیلانی فرماتے ہیں:

ينبغي للصائم ان يجرد صومه من الآثام و

یعنی انسان گناہوں کی آلودگی سے پاک اور اچھائیوں سے بھرپور حج کرے تو اس کا بدلہ صرف جنت ہی ہے۔  
کتاب وسنت کے دلائل سے واضح ہو جاتا ہے کہ حج انسانی نفس کی تطہیر کا ایک بہت اہم ذریعہ ہے۔  
مشہور صوفی ابوالحسن علی ہجویری لکھتے ہیں کہ حج کے ذریعے انسان اپنے نفس کو مجاہدات کے مذبح خانے میں قربان کر کے مقام خلعت تک پہنچ جاتا ہے۔“ (کشف المحجوب، ص: ۲۸۵)

اسلامی عبادات کے اس مطالعہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ انفرادی اور اجتماعی دونوں قسم کی صفات محمودہ انسان میں پیدا کرتی ہیں، سیرت و کردار کی تعمیر کرتی ہیں۔ روحانی ترقی اور اخلاقی بالیدگی کی راہ ہموار کرتی ہیں اور ان کا اصل مقصد ہی نفس کا تزکیہ ہے۔ اور تزکیہ نفس کا وہ طریقہ ہی سب سے اعلیٰ و ارفع ہے جو قال اللہ تعالیٰ و قال الرسول ﷺ کے بے مثال سانچوں میں ڈھلا ہوا ہو۔

پروفیسر خورشید احمد لکھتے ہیں:

”نفس کی اصلاح کا اصل اور موثر ترین ذریعہ وہ عبادات

ہیں جو خدا اور اس کے رسول ﷺ نے مقرر کی ہیں۔“

(اسلامی نظریہ حیات، ص: ۳۳۴)

لہذا یہ پانچوں ارکان دین اسلام میں بنیادی حیثیت رکھتے ہیں جس طرح عمارت کے استحکام کے لیے بنیادوں اور ان کی گہرائی ضروری ہے۔ اسی طرح اسلام کی عمارت ارکان اسلام کی عدم موجودگی میں غائب ہو جاتی ہے۔ اور انسان روحانی ترقی کے راستے پر آگے کا سفر کرنے کی بجائے خواہشات نفس کا ایسا غلام بن جاتا ہے کہ آہستہ آہستہ اونچ تر یا کی بجائے قعر مذلت اس کا مقدر بن جاتا ہے۔

ارکان اسلام پر ایک مجموعی نظر:

ارکان اسلام محض چند نیکیاں یا عبادتیں نہیں بلکہ نیکی اور عبادت کے سرچشمے ہیں اور ان میں سے ہر ایک انسانی نفس کی پاکیزگی اور طہارت میں ایسا حصہ لیتا ہے کہ کوئی دوسرا اس کی نیابت نہیں کر سکتا۔ لہذا اس سے مومن کی ذہن سازی ہوتی ہے۔ یہ اعمال اسے ایسا دل

عطا کرتے ہیں جو احکام الہی کے لیے ہمہ تن گوش ہوتا ہے اور ایسی روح عطا کرتے ہیں جو رضائے الہی کی طلب سے سرشار ہوتی ہے۔ لہذا دل کی زمین جت کر، کھاد اور پانی پا کر اس طرح تیار ہوتی ہے کہ دینی ہدایات کا جو بھی تخم اس میں ڈالا جائے اسے فوراً قبول کرے۔ لہذا اگر یہ اعمال ٹھیک طور سے انجام پا جائیں تو باقی اعمال کا انجام پانا بھی ممکن بلکہ لازمی اور ضروری ہو جاتا ہے۔ اسی لیے ان کو ستون کا نام دیا گیا ہے کیوں کہ ان اعمال کو انجام دیے بغیر دین کی دوسری تعلیمات پر عمل نہیں کیا جاسکتا۔

پانچواں اصول: احسان:

اسلام کے روحانی نظام کا پانچواں بنیادی اصول ”احسان“ ہے۔ جس کے لفظی معنی کسی چیز کو خوب صورت اور عمدہ بنانے کے ہیں اور یہ وہ خوبی ہے جو انسان کو اس مقام پر فائز کر دیتی ہے کہ اللہ اس سے محبت کرتا ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ﴾ [البقرة: ۱۹۵]

”اللہ یقیناً محسنین سے محبت کرتا ہے۔“

نیز ارشاد باری ہے:

﴿إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ﴾ [النحل: ۹۰]

”یقیناً اللہ انصاف اور احسان کا حکم دیتا ہے۔“

نیز یہ بھی ارشاد باری ہے:

﴿وَقُولُوا لِلنَّاسِ حُسْنًا﴾ [البقرة: ۸۳]

”لوگوں کے لیے اچھی بات کہو۔“

اور احسان کی تعریف رسول اللہ ﷺ نے خود وضاحت سے بیان فرمائی ہے۔ چنانچہ جب جناب جبریل علیہ السلام نے سوال پوچھا کہ احسان کیا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا:

((ان تعبد الله كانك تراه فان لم تكن تراه

فانه يرك .)) (صحيح بخاري، رقم الحديث: ۵۰)

یعنی احسان یہ ہے کہ عبادت ایسے ہو کہ گویا انسان اللہ کو دیکھ رہا ہے یا کم از کم اس طرح ہو کہ اللہ انسان کو دیکھ رہا ہے۔

ہر شخص اپنے حق سے کچھ کم پر قانع ہو جائے تو ایسے معاشرے میں نزاع کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ بلکہ اس میں محبت، الفت اور اخوت جیسی بلند اقدار فروغ پائے لگتی ہیں۔“

(تفسیر تیسیر القرآن: ۵۴۵/۲)

### چھٹا اصول: تقویٰ:

اسلام کے روحانی نظام کا چھٹا بنیادی اصول تقویٰ اور پرہیزگاری ہے۔ اور یہ صفت احسان کی ہم نشین ہے۔ جہاں احسان ہوگا وہاں تقویٰ کی علامات ضرور موجود ہوں گی۔

﴿إِنَّ اللَّهَ مَعَ الَّذِينَ اتَّقَوْا وَالَّذِينَ هُمْ مُحْسِنُونَ﴾

[النحل: ۱۲۸]

”بے شک اللہ ان لوگوں کے ساتھ ہے جو ڈر گئے اور ان لوگوں کے جو نیکی کرنے والے ہیں۔“

تقویٰ کا وصف ایک محتاط زندگی اختیار کرنے کا متقاضی ہے۔ اسی لیے قرآن مجید میں بار بار تقویٰ کا حکم دیا گیا ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تَقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ

إِلَّا وَ أَنْتُمْ مُسْلِمُونَ﴾ [آل عمران: ۱۰۲]

”اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ سے ڈرو، جیسا اس سے ڈرنے کا حق ہے اور تم ہرگز نہ مرو، مگر اس حال میں کہ تم مسلم ہو۔“

کہیں ارشاد ہوا:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَقُولُوا قَوْلًا

سَدِيدًا﴾ [الاحزاب: ۷۰]

”اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ سے ڈرو اور بالکل سیدھی بات کہو۔“

اور تقویٰ ایسا وصف ہے جو انسانی نفس کو کثافتوں سے پاک کرتا ہے اور اللہ پر ہیزگاروں کا دوست بن جاتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاللَّهُ وَلِيُّ الْمُتَّقِينَ﴾ [الحجۃ: ۲۰]

اور احسان کی تشریح یہی ہے کہ انسان عبادات و معاملات کی ادائیگی میں اس طرح متوجہ ہو کہ گویا وہ اللہ کو دیکھ رہا ہے۔ یا اس قدر باشعور ہو کہ اللہ تو اسے دیکھ ہی رہا ہے۔ اور یہ وہ صفت ہے جو نفس کی خواہشات کے سامنے بند باندھنے کا کام سرانجام دیتی ہے۔ پھر احسان کی یہ صفت انسانی نفس کو اتنا بلند اخلاق دیتی ہے کہ اسے اللہ کی معیت حاصل ہو جاتی ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا وَإِنَّ اللَّهَ

لَمَعَ الْمُحْسِنِينَ﴾ [العنکبوت: ۶۹]

”اور وہ لوگ جنہوں نے ہمارے بارے میں پوری کوشش کی ہم ضرور ہی انہیں اپنے راستے دکھادیں گے اور بلاشبہ اللہ یقیناً نیکی کرنے والوں کے ساتھ ہے۔“

نیز اللہ کی رحمت اس کے قریب موجود ہوتی ہے۔ چنانچہ ارشاد الہی ہے:

﴿إِنَّ رَحْمَتَ اللَّهِ قَرِيبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِينَ﴾

[الأعراف: ۵۶]

”بے شک اللہ کی رحمت نیکی کرنے والوں کے قریب ہے۔“

اور اس بات کی ضمانت بھی یقینی ہو جاتی ہے کہ اس کا اجر ضائع نہیں ہوتا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ اللَّهَ لَا يُضَيِّعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ﴾ [التوبة: ۱۲۰]

”اللہ محسنین کا اجر ضائع نہیں کرے گا۔“

ان تمام نصوص سے مترشح ہے کہ احسان کی صفت کس طرح نفس کو کمالات سے نوازتی ہے۔ اور نفس اخلاقی برائیوں کی کثافت سے پاک ہو کر لطافت کا ایسا پیکر جمیل بن جاتا ہے جس پر انسانیت بجا طور پر ناز کرتی ہے۔

احسان کی ایک نمایاں خوبی یہ بھی ہے کہ یہ اجتماعی طور پر نفوس پر اثر انداز ہوتا ہے۔ اور یوں صرف فرد کی حد تک ہی نہیں بلکہ معاشرے اور سوسائٹی کی حد تک بھی اس کے اثرات جاری و ساری ہو جاتے ہیں، اسی لیے مولانا عبدالرحمن کیلانی لکھتے ہیں:

”جس معاشرے میں احسان رواج پا جائے یا یہ الفاظ دیگر

”اور اللہ متقی لوگوں کا دوست ہے۔“

اسی تقویٰ سے ولایت ملتی ہے اور ولایت وہ وصف ہے جس کا حصول صرف اسی صورت میں ہو سکتا ہے جب انسانی نفس صیقل ہو چکا ہو اس کا رنگ اتر چکا ہو اور اس کی چمک دمک تابانیوں سے ہمکنار ہو چکی ہو۔ چنانچہ ارشاد باری ہے۔

﴿أَلَا إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ۝ الَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ ۝﴾

[یونس: ۶۲، ۶۳]

”سن لو! بے شک اللہ کے دوست، ان پر نہ کوئی خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔ وہ جو ایمان لائے اور بچا کرتے تھے۔“

تقویٰ سے انسان کی مشکلات دور ہوتی ہیں اور ہر غم سے نکلنے کا راستہ ملتا ہے۔ اور ایسی جگہ سے رزق ملتا ہے جہاں سے گمان نہیں ہوتا چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا ۝ وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ﴾ [الطلاق: ۳، ۲]

”اور جو اللہ سے ڈرے گا وہ اس کے لیے نکلنے کا کوئی راستہ بنا دے گا۔ اور اسے رزق دے گا جہاں سے وہ گمان نہیں کرتا۔“

نیز اللہ سبحانہ تعالیٰ کے ہاں معیار فضیلت و تکریم تقویٰ ہے۔ جو شخص جس قدر اس وصف سے متصف ہوگا اللہ کے ہاں اس کا اتنا ہی مقام ہوگا۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ﴾ [الحجرات: ۱۳]

”بے شک تم میں سب سے عزت والا اللہ کے نزدیک وہ ہے جو تم میں سب سے زیادہ تقویٰ والا ہے۔“

اسی بنا پر اس وصف کو حاصل کرنے کے لیے ہر امت کو تلقین کی گئی:

﴿وَلَقَدْ وَصَّيْنَا الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَإِيَّاكُمْ أَنْ اتَّقُوا اللَّهَ﴾ [النساء: ۱۳۱]

”اور بلاشبہ یقیناً ہم نے ان لوگوں کو جنہیں تم سے پہلے کتاب

دی گئی اور تمہیں بھی تاکید کی کہ اللہ سے ڈرو۔“

اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے بھی نصیحت فرماتے ہوئے تقویٰ کی تلقین کی اور فرمایا:

((اتق الله حيشما كنت .))

(جامع الترمذی، رقم الحديث: ۱۹۸۷)

”تو جہاں کہیں بھی ہو، اللہ سے ڈرتا رہ۔“

اور واضح فرمایا کہ مسلمان کہیں بھی ہو اللہ سے ڈرتا رہے۔ تاکہ اس کا نفس سیدھے راستہ پر گامزن رہے۔ اور نیکی کا شوق رکھتے ہوئے اعمال قبیحہ سے اجتناب کرے۔

تقویٰ کی اسی اہمیت اور فضیلت کے پیش نظر آپ ﷺ دعا فرمایا کرتے تھے:

((اللهم انی اسئلك الهدی والتقى والعفافه والغنى)) (صحیح مسلم، رقم الحديث: ۲۷۲۱)

”اے اللہ میں تجھ سے ہدایت، تقویٰ، پاک دامنی اور تو نگرمری کا سوال کرتا ہوں۔“

اللہ تعالیٰ کے تقویٰ کا مفہوم یہی ہے کہ انسان دنیاوی راستہ اس طرح طے کرے جیسے کوئی شخص خاردار جھاڑیوں کے درمیان تنگ راستے پر بڑی احتیاط سے چلتا ہے کہ کہیں کوئی کاٹنا دامن سے نہ الجھ جائے۔ یا اُسے زخمی نہ کر دے۔

چنانچہ تقویٰ:

۱: انسان کی مادی اور روحانی زندگی کا محافظ ہے۔

۲: زندگی کی اصل شاہراہ ہے۔ اور یہ ایک ایسا زادراہ ہے جو انسان کے نفس کو شیطنیت، بہیمیت اور حیوانیت کے شکنجے سے نکال کر انسانیت، ملائمت اور شرافت کے دائرے میں لے آتا ہے۔

۳: ان مزاحمتوں سے زندگی کی حفاظت کرتا ہے جو انسانی مادی یا روحانی زندگی کو درہم برہم کر سکتی ہیں۔

۴: اس کی خود کوئی خاص ہیئت و صورت نہیں ہے بلکہ اس کا معنی یہی

ہیں جب عہد کریں اور خصوصاً جو تنگ دستی اور تکلیف میں اور لڑائی کے وقت صبر کرنے والے ہیں، یہی لوگ ہیں جنہوں نے سچ کہا اور یہی بچنے والے ہیں۔“

اس آیت کے مطابق:

- ۱۔ اللہ، آخرت، فرشتوں، کتابوں اور نبیوں پر ایمان لانا۔
- ۲۔ مال کو رشتہ داروں، یتیموں، مسکینوں، مسافروں، سائلوں اور غلاموں پر خرچ کرنا۔

۳۔ نماز قائم کرنا، زکاۃ ادا کرنا۔

۴۔ عہد کی پاسداری کرنا اور مصیبت، پریشانی اور جنگی حالات میں صبر کرنا ایسی صفات ہیں جو انسان کو صاحب تقویٰ بناتی ہیں اور یہی وہ صفات ہیں جو انسانی نفس کو نہ صرف شیخ اور بخل سے بچاتی ہیں بلکہ اس میں دنیا کی بے ثباتی کے نظریہ کو پختہ کرتی ہیں اور آخرت کے دن اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے اور جواب دینے کے عقیدے کو مضبوط بنیادوں پر استوار کرتی ہیں اور یہی وجہ ہے کہ تقویٰ کو اسلام کے روحانی نظام میں کلیدی حیثیت حاصل ہے۔ (جاری ہے)

ہے کہ احکام الہی کی پوری طرح پاسداری کی جائے۔ اور جہاں تک صاحب تقویٰ کی صفات کا تعلق ہے تو وہ قرآن نے خود ہی بیان کر دی ہیں:

﴿لَيْسَ الْبِرَّ أَنْ تُولُوا وَجُوهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلَكِنَّ الْبِرَّ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالْكِتَابِ وَالنَّبِيِّينَ وَآتَى الْمَالَ عَلَى حُبِّهِ ذَوِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسْكِينِ وَابْنَ السَّبِيلِ وَالسَّائِلِينَ وَفِي الرِّقَابِ وَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَآتَى الزَّكَاةَ وَالسُّوفُونَ بِعَهْدِهِمْ إِذَا عَاهَدُوا وَالصَّابِرِينَ فِي الْبَأْسَاءِ وَالضَّرَّاءِ وَحِينَ الْبَأْسِ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ صَدَقُوا وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ﴾ [البقرة: ۱۷۷]

”نیکی یہ نہیں کہ تم اپنے منہ مشرق اور مغرب کی طرف پھیرو اور لیکن اصل نیکی اس کی ہے جو اللہ اور یوم آخرت اور فرشتوں اور کتاب اور نبیوں پر ایمان لائے اور مال دے اس کی محبت کے باوجود قربت والوں اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافر اور مانگنے والوں کو اور گردنیں چھڑانے میں۔ اور نماز قائم کرے اور زکاۃ دے اور جو اپنا عہد پورا کرنے والے

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے جد امجد امام عبدالسلام رحمہ اللہ کی فقہ الحریث کی بلند پایہ کتاب

## منتقى الاخبار (مترجم)

- امام عبدالسلام رحمہ اللہ: جد امجد شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی یہ کتاب معاشرتی مسائل و احکام پر جامعیت کے لحاظ سے ایک خاص مقام و مرتبے کی حامل ہے، اس میں چار ہزار احادیث مبارکہ عربی متن اور اردو ترجمے کے ساتھ جمع کی گئی ہیں۔
- اس عظیم کتاب کا سلیس اردو ترجمہ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد داؤد راجہ رحمہ اللہ نے فرمایا تھا۔ اس پر نظر ثانی، تنقیح و تہذیب مولانا محمد ابو بکر صدیق السلفی رحمہ اللہ نے فرمائی ہے۔

○ یہ اہم کتاب ۴ مضبوط جلدوں پر مشتمل ہے۔ عمدہ گلیٹر کاغذ، کمپیوٹر کمپوزنگ قیمت =/۱۲۰۰ روپے عام رکھی گئی ہے۔

ناشر: دار الدعوة السلفیہ، ۳۔ شیش محل روڈ لاہور۔ پوسٹ کوڈ ۵۴۰۰۰



## ذکاة شرعی اور اس کی شروط و آداب

تحریر: فضیلۃ الشیخ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ

ترجمہ: عرفان الحق بھنڈر ..... تصحیح و نظر ثانی: محمد منیر اظہر

اور نبی علیہ الصلاۃ والسلام نے بھی ایک یہودی عورت کی ہدیہ دی ہوئی بکری کا گوشت کھایا تھا۔  
(صحیح بخاری، رقم الحدیث: ۲۶۱۷-صحیح مسلم، رقم الحدیث: ۲۱۹۰)  
اسی طرح آپ نے ایک یہودی کی دعوت کو قبول کرتے ہوئے اس سے جو کی روٹی اور ذائقہ تبدیل شدہ چربی کھائی۔  
(مسند احمد: ۲۱۰۳)

اہل کتاب کے علاوہ باقی تمام کافروں کا ذبیحہ حرام ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا مفہوم اس پر دلالت کرتا ہے:  
﴿وَطَعَامُ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ حِلٌّ لَكُمْ﴾ [المائدة: ۵]  
”اور ان لوگوں کا کھانا تمہارے لیے حلال ہے جنہیں کتاب دی گئی۔“

اس آیت میں ”الذین“ اسم موصول اور ”اوتوا الكتاب“ اس کا صلہ ہے اور یہ دونوں (موصول صلہ) آپس میں ایک ایسے مشتق کے قائم مقام ہیں جس کے وجود سے حکم کا وجود پایا جاتا ہے اور عدم سے حکم کی نفی ہوتی ہے۔ امام احمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میرے علم کے مطابق اس کے مخالف کسی کا بھی قول نہیں مگر ممکن ہے کہ اہل بدعت میں سے کوئی ہو۔

اور اسی طرح دہریوں اور مشرکوں کا ذبیحہ بھی حرام ہے۔ خواہ ان کا شرک عملی ہو جیسے وہ بتوں وغیرہ کو سجدہ کرتے ہیں یا ان کا شرک قولی ہو جیسے وہ لوگ جو غیر اللہ کو پکارتے ہیں۔

اور اسی طرح نماز چھوڑنے والے کا ذبیحہ بھی حرام ہے۔ خواہ وہ نماز سستی کی وجہ سے چھوڑے یا اُس کے وجوب کا انکار کرتے

ذکاة:

جانور کو ذبح، نحر یا زخم لگانے کا طریقہ جس کے بغیر جانور حلال نہیں ہوتا۔

فائدہ:

اونٹ کو نحر کیا جائے گا جب کہ باقی تمام جانوروں کو ذبح اور وہ جانور جس کو قابو میں لانا ممکن نہ ہو زخم کے ذریعے حلال کیا جائے گا۔

جانور کے ذبح کے لیے نو (۹) شرائط ہیں

پہلی شرط:

جانور کو ذبح کرنے والا باشعور شخص ہو۔ پاگل، نشے میں مدہوش، بے شعور بچہ یا ایسا آدمی جس کا شعور ختم ہو چکا ہو ان کا ذبیحہ حلال نہیں ہے۔

دوسری شرط:

ذبح کرنے والا مسلمان یا کتابی ہو۔ کتابی سے مراد یہودی اور عیسائی ہے۔ سو مسلمان خواہ مرد ہو یا عورت، فرمانبردار ہو یا نافرمان، با وضو ہو یا بے وضو، ہر حالت میں اس کا ذبیحہ حلال ہے اور کتابی کا ذبیحہ بھی حلال ہے خواہ اس کے والدین اہل کتاب سے ہوں یا نہ ہوں۔ اور تمام مسلمانوں کا کتابی کے ذبیحے کے حلال ہونے پر اجماع ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَطَعَامُ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ حِلٌّ لَكُمْ﴾ [المائدة: ۵]

”اور ان لوگوں کا کھانا جنہیں کتاب دی گئی ہے، تمہارے

لیے حلال ہے۔“

جیسے کسی بت، قبر والے، بادشاہ یا والد وغیرہ کی تعظیم کے لیے ذبح کیا ہوا جانور۔ اس کی حرمت کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے:

﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخَنَازِيرِ وَمَا أَهَلَ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيحَةُ وَمَا أَكَلَ السَّبُعُ إِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ﴾ [المائدة: ۳]

”تم پر مردار حرام کیا گیا ہے اور خون اور خنزیر کا گوشت اور وہ جس پر غیر اللہ کا نام پکارا جائے اور گلا گھٹنے والا جانور اور جسے چوٹ لگی ہو اور گرنے والا اور جسے سینگ لگا ہو اور جسے درندے نے کھایا ہو، مگر جو تم ذبح کر لو اور جو تھانوں پر ذبح کیا گیا ہو۔“

یا نجوس شرط:

جانور پر غیر اللہ کا نام نہ لیا جائے۔ جیسے کوئی ذبح کرتے وقت ”بسم اللہ“ کی بجائے ”باسم النبی“ یا ”باسم جبرئیل“ یا اس کے علاوہ کسی اور کا نام ذکر کر کے ذبح کرے تو وہ ذبیحہ حلال نہیں ہوگا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَمَا أَهَلَ لِغَيْرِ اللَّهِ﴾ [المائدة: ۳] یعنی جو غیر اللہ کے نام سے ذبح کیا جائے وہ حرام ہے۔ اور صحیح حدیث قدسی میں ہے:

”من عمل عملاً أشرك فيه معي غيري تركته وشركه.“ (صحیح مسلم، رقم الحدیث: ۲۹۸۵)

”جس نے کوئی عمل کیا اور اس میں میرے علاوہ کسی کو شریک بنایا تو میں اس آدمی اور اس کی شراکت کو چھوڑ دیتا ہوں۔“

چھٹی شرط:

ذبح کرنے والا ذبح کرتے وقت جانور پر اللہ تعالیٰ کا نام ذکر کرے، یعنی وہ کہے ”بسم اللہ“ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿فَكُلُوا مِمَّا ذُكِّرَ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ إِنْ كُنْتُمْ بِآيَاتِهِ مُؤْمِنِينَ﴾ [الانعام: ۱۱۸]

”تو جس چیز پر اللہ تعالیٰ کا نام لیا جائے اس میں سے کھاؤ،

ہوئے۔ کیونکہ رائج قول کے مطابق تارک نماز کا فرہے۔ اور اسی طرح پانچوں نمازوں کے وجوب کا انکار کرنے والے کا ذبیحہ بھی حرام ہے۔ اگرچہ وہ عملی طور پر نماز ادا کرتا ہو۔ ہاں اگر کوئی شخص لاعلمی کی وجہ سے ان کا انکار کرے تو پھر اس میں کچھ گنجائش ہے۔ جیسے کوئی نو مسلم شخص۔ یاد رہے کہ کسی مسلمان یا کتابی کے ذبیحے کے متعلق یہ سوال کرنا لازم نہیں کہ اس نے کس طرح ذبح کیا ہے۔ کیا ”بسم اللہ“ بھی پڑھی ہے یا نہیں؟ کیونکہ یہ دین میں بے جا تکلف کے قبیل سے ہے۔ اور نبی ﷺ نے یہودیوں کا ذبیحہ کھایا اور اس کے متعلق سوال نہیں کیا۔ صحیح بخاری وغیرہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے کہ کچھ لوگوں نے نبی کریم ﷺ سے سوال کیا کہ ہمارے پاس کچھ لوگ گوشت لے کر آتے ہیں۔ جس کے بارے میں ہم نہیں جانتے کہ ذبح کرتے وقت انھوں نے ”بسم اللہ“ پڑھی ہے یا نہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا:

((سموا عليه انتم وكلوه.))

”کہ تم اس پر ”بسم اللہ“ پڑھ لو اور اسے کھا لو۔“

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ یہ لوگ کفر سے اسلام میں نئے نئے داخل ہوئے تھے تو آپ ﷺ نے ان کو بغیر سوال کیے گوشت کھا لینے کا حکم دیا جب کہ کفر سے نئے نئے اسلام میں آنے کی وجہ سے گوشت لے کر آنے والوں پر اسلام کے بعض احکام مخفی رہ سکتے تھے۔

تیسری شرط:

ایسا کرتے ہوئے اُس کی نیت ذبح کی ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿إِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ﴾ [المائدة: ۳]

کیونکہ ذبح کرنا ایک ایسا خاص فعل ہے جس کے لیے نیت کی ضرورت ہے۔ اگر ایسا کرتے ہوئے جانور کو حلال کرنے کی نیت نہ ہو تو ذبیحہ حلال نہیں ہوتا۔ جیسا کہ کوئی جانور کسی شخص پر حملہ کر دے اور وہ شخص اپنا دفاع کرتے ہوئے اسے ذبح کر ڈالے۔

چوتھی شرط:

ذبیحہ غیر اللہ کے لیے نہ ہو اور اگر غیر اللہ کے لیے ہو تو وہ حرام ہے

اگر تم اس کی آیات پر ایمان رکھنے والے ہو۔“

اور صحیح بخاری اور دیگر کتب احادیث میں نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے:

(( ما أنهر الدم وذكر اسم الله عليه فكلوا ))

”جو چیز جانور کا خون بہائے اور اس پر اللہ کا نام لیا گیا ہو تو اسے کھاؤ۔“

لہذا اگر ذبیحہ پر ”بسم اللہ“ نہ پڑھی جائے تو وہ حرام ہے کیونکہ ارشاد باری ہے:

﴿وَلَا تَأْكُلُوا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ﴾

[الانعام: ۱۲۱]

”جس پر اللہ تعالیٰ کا نام نہ لیا گیا ہو اس میں سے مت کھاؤ۔“

اور ”بسم اللہ“ خواہ جان بوجھ کر، بھول کر یا جہالت کی وجہ سے چھوڑی جائے اس میں کوئی فرق نہیں (یعنی اس کا حکم ایک جیسا ہے۔) کیونکہ اللہ تعالیٰ کا اوپر مذکور فرمان عام ہے۔

اسی طرح نبی ﷺ نے بھی ذبیحہ کے حلال ہونے کے لیے ”بسم اللہ“ کو پڑھنا شرط قرار دیا ہے اور شرط نسیان اور جہالت کی وجہ سے ساقط نہیں ہوتی۔ جیسے کوئی آدمی بھول کر یا جہالت کی وجہ سے کسی جانور کی روح بغیر خون بہائے نکال دے تو وہ جانور حلال نہیں ہوتا۔

بعینہ اگر کوئی آدمی تسمیہ چھوڑ دے تو ذبیحہ حلال نہیں ہوگا۔ کیونکہ دونوں مسئلوں میں ایک متکلم ہی کی طرف سے ایک جیسا کلام ثابت ہے۔ لہذا تفریق کی کوئی گنجائش نہیں۔

اور اگر ذبح کرنے والا شخص گونگا ہے جو بولنے کی استطاعت نہیں رکھتا تو اس کے لیے ایسا اشارہ کفایت کر جائے گا جو اس پر دلالت کرتا ہو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿فَاتَّقُوا اللَّهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ﴾ [التغابن: ۱۶]

”اپنی استطاعت کے مطابق اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔“

ساتویں شرط:

جانور کو ایسے دھاری دار آلے (لوہے، پتھر یا شیشے وغیرہ) سے ذبح کیا جائے جس سے خون بہہ پڑے۔ کیونکہ نبی کریم ﷺ کا

ارشاد ہے:

(( ما أنهر الدم وذكر اسم الله عليه فكلوا ما

لم يكن سنا او ظفرا . وسأحدثكم عن ذلك

أما السن فعظم واما الظفر فمدى الجشة . ))

”جو آلہ خون بہادے اور اس پر اللہ تعالیٰ کا نام بھی لیا گیا ہو

اُسے کھاؤ جب تک وہ دانت اور ناخن نہ ہو۔ اور میں تمہیں

اس کے متعلق خبر دیتا ہوں کہ دانت تو ہڈی ہے اور ناخن اہل

جشہ کی چھری ہے۔“ (اسے اصحاب کتب ستہ نے روایت

کیا ہے۔)

صحیحین میں ہے کہ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کی لونڈی سلع پہاڑ کے قریب ان کی بکریاں چرا رہی تھیں تو اس نے ایک بکری کو مرتے ہوئے دیکھا تو اس نے جلدی سے ایک پتھر توڑا اور اس بکری کو اس کے ساتھ ذبح کر دیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے یہ واقعہ نبی کریم ﷺ کے سامنے بیان کیا تو آپ ﷺ نے اس کے کھانے کا حکم دیا۔

اگر جانور کی روح بغیر کسی دھاری دار چیز کے نکالی جائے تو وہ حلال نہیں ہوگا۔ مثال کے طور پر اس کا گلابادے یا اسے کرنٹ لگا کر بے ہوش کر دے اس صورت میں حلال نہیں ہوگا۔ ہاں اگر گلابانے یا کرنٹ لگنے کے بعد اس کی حس ختم ہو جائے اور پھر شرعی طور پر ذبح کر لے جب کہ اس میں زندگی باقی ہو تو وہ حلال ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے مطابق:

﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخَنَازِيرِ وَ

مَا أَهْلَ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ وَ الْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوذَةُ وَ

الْمُنْرَدِيَّةُ وَالسَّيْحَةُ وَمَا أَكَلَ السَّبُعُ إِلَّا مَا

ذَكَّيْتُمْ﴾ [المائدة: ۳]

”تم پر مردار حرام کیا گیا ہے اور خون اور خنزیر کا گوشت اور وہ

جس پر غیر اللہ کا نام پکارا جائے اور گلا گھسنے والا جانور اور جسے

چوٹ لگی ہو اور گرنے والا اور جسے سینگ لگا ہو اور جسے

درند نے کھایا ہو، مگر جو تم ذبح کر لو۔“

جانور میں زندگی کی بقاء کی دو علامتیں ہیں:

۱: جانور حرکت کرتا ہو۔

۲: ذبح کرنے سے اس میں سے سرخ خون تیزی سے خارج ہو۔  
آٹھویں شرط:

جانور کا خون ذبح کرنے سے جاری کیا جائے، جیسا کہ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے:

(( مَا أَنْهَرَ الدَّمَ وَذَكَرَ اسْمَ اللَّهِ عَلَيْهِ فَكُلُوا ))

یعنی جو چیز خون بہائے اور اس پر اللہ کا نام لیا جائے تو اسے کھاؤ۔

ہاں اگر ایسا جانور ہو جس پر قابو پانا محال ہو، جیسے بدکا اور کنویں میں گرا ہوا جانور یا کسی گھڑے یا غار وغیرہ میں گرنے والا جانور ان صورتوں میں صرف خون بہانا ہی کافی ہوگا۔ چاہے کسی بھی جگہ سے ہو۔ افضل یہ ہے کہ خون ایسی جگہ سے بہایا جائے جہاں سے جانور کی روح جلدی خارج ہو سکے۔ کیونکہ یہ جانور کے لیے زیادہ راحت کا سبب اور کم تکلیف دہ ہے۔

اگر جانور پر قابو پانا ممکن ہے تو پھر خون صرف گردن سے ہی بہایا جائے گا۔ اس کا طریقہ یوں ہوگا کہ گردن کے نیچے سے دونوں جبڑوں کی طرف چھری چلائی جائے اور ساتھ دونوں رگوں کو بھی کاٹا جائے جو حلق کو ملی ہوئی ہیں۔ جانور ذبح کرنے کا مکمل طریقہ اس طرح ہے کہ حلق یعنی سانس والی نالی اور اس کے ساتھ ملی ہوئی دو رگوں اور کھانے پینے والی نالی کو کاٹا جائے تاکہ حیات کی بقاء کا مادہ ختم ہو سکے اور وہ مادہ خون ہے۔ اور اگر ذبح کرتے وقت حلق کے ساتھ والی دونوں رگوں کو ہی کاٹا جائے تو ذبیحہ حلال ہو جائے گا۔

نویں شرط:

ذبح کیے جانے والے جانور کو شرعی طور پر ذبح کرنے کی اجازت ہو، جس کے ذبح کرنے کی اجازت نہیں اس کی دو قسمیں ہیں:

پہلی قسم: ..... جو اللہ تعالیٰ کا حق ہونے کی بنا پر حرام ہے۔ جس طرح حرم کی سرزمین اور احرام کی حالت میں شکار کردہ جانور

ہے۔ اسے ذبح بھی کر لیا جائے پھر بھی حلال نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿أَحَلَّتْ لَكُمْ بِهِيْمَةَ الْأَنْعَامِ إِلَّا مَا يُتْلَى عَلَيْكُمْ غَيْرَ مُجْلَى الصَّيْدِ وَأَنْتُمْ حُرْمٌ﴾ [المائدة: ۱]

”تمہارے لیے چرنے والے چوپائے حلال کیے گئے ہیں۔ سوائے ان کے جو تم پر پڑھے جائیں گے۔ اس حال میں کہ شکار کو حلال جاننے والے نہ ہوں۔ جس وقت تم احرام والے ہو۔“

اور دوسری جگہ فرمایا:

﴿أَحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ وَطَعَامُهُ مَتَاعًا لَّكُمْ وَلِلسَّيَّارَةِ وَحُرْمَ عَلَيْكُمْ صَيْدُ الْبَرِّ مَا ذُمْتُمْ حُرْمًا﴾

[المائدة: ۹۶]

”تمہارے لیے سمندر کا شکار حلال کر دیا گیا ہے اور اس کا کھانا بھی۔ اس حال میں کہ تمہارے لیے سامان زندگی ہے۔ اور قافلے کے لیے اور تم پر خشکی کا شکار حرام کر دیا گیا ہے جب تک تم احرام باندھنے والے رہو۔“

**دوسری قسم:** ..... جو مخلوق کا حق ہونے کی وجہ سے حرام ہو۔ جس طرح غاصب غصب کیے ہوئے جانور کو ذبح کرے اور چوری کے جانور کو چور ذبح کرے اور اس طرح کے جانور کے حلال ہونے میں اہل علم کے دو قول ہیں۔ وہ دو قول اور ان کی تفصیل دیکھنے کے لیے اصل کتاب احکام الاضحية والذکاة (ص: ۸۸-۹۰) کی طرف رجوع کریں۔

جانور ذبح کرنے کے آداب:

جانور کو ذبح کرنے کے چند آداب ہیں جنہیں جانور کی حلت کے لیے شرط تو نہیں البتہ انہیں ملحوظ نظر رکھنا مستحسن امر ہے:

- ۱: ذبح کرتے وقت جانور کو قبلہ رخ کیا جائے۔
- ۲: تذکیر میں احسان کرنا، یعنی تیز دھار آلے کے ساتھ ذبح کرے اور اسے قوت اور تیزی کے ساتھ ذبح کی جگہ پر پھیر دے۔ بعض

کہتے ہیں کہ یہ واجب آداب میں سے ہے۔ نبی کریم ﷺ کے فرمان کا ظاہر بھی اسی کی تائید کرتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ہر چیز پر احسان کرنا فرض کر دیا ہے۔ لہذا جب تم قتل کرو تو اچھے طریقے سے اور ذبح کرو تو بھی اچھے طریقے سے۔ تم میں سے ہر ذبح کرنے والا اپنی چھری کو (اچھی طرح) تیز کر لے اور اپنے ذبیحہ کو راحت پہنچائے۔“ (صحیح مسلم، رقم الحدیث: ۱۹۰۰)

لہذا یہی قول صحیح ہے۔

۳: اونٹ کو نحر کیا جائے گا اور اس کے علاوہ باقی جانوروں کو ذبح کیا جائے گا۔ اونٹ کو کھڑا کر کے بایاں گھٹنا باندھ کر نحر کیا جائے گا۔ اگر ایسا کرنا مشکل ہو تو بٹھا کر نحر کرنا بھی جائز ہے۔ اور باقی جانوروں کو بائیں پہلو پر لٹا کر ذبح کیا جائے گا۔ اگر ذبح کرنے والا بائیں ہاتھ سے کام کرنے کا عادی ہے تو وہ جانور کو دائیں پہلو پر لٹا کر بھی ذبح کر سکتا ہے۔ اگر یہ جانور کے لیے زیادہ راحت اور ذبح کرنے والے کے لیے جانور پر زیادہ گرفت کا باعث ہو۔ اور مسنون طریقہ یہ بھی ہے کہ وہ اپنا پاؤں جانور کی گردن پر رکھے تاکہ اچھی طرح گرفت پاسکے۔ رہا جانور کے اوپر بیٹھ جانا اور اس کی ٹانگیں پکڑنا، ان چیزوں کی سنت سے کوئی اصل نہیں ہے۔ بلکہ بعض علماء نے جانور کی ٹانگیں کھلی چھوڑنے کے فوائد میں سے ایک فائدہ یہ بھی ذکر کیا ہے کہ اس طرح زیادہ حرکت اور اضطراب سے جانور کا خون زیادہ خارج ہوتا ہے۔

۴: دونوں رگوں کے ساتھ ساتھ سانس اور غذا کی نالی کو بھی کاٹا جائے۔  
۵: تیز کرتے وقت چھری جانور سے چھپائی جائے وہ اسے صرف ذبح کے وقت ہی دیکھے۔

۶: ذبح کرتے وقت ”بسم اللہ“ کے بعد ”واللہ اکبر“ پڑھے۔  
۷: قربانی یا عقیقہ کا جانور ذبح کرتے وقت اس شخص کا نام لے جس کی طرف سے ذبح کر رہا ہے اور اس کے بعد ذبح کی قبولیت کی دعا کرے۔

اگر جانور ذبح کرنے والے کا اپنا ہے تو یہ دعا پڑھے:  
بِسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُمَّ مِنْكَ وَلَكَ عَنِّي  
اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْ مِنِّيْ .  
اور اگر جانور کسی دوسرے شخص کا ہے تو پھر اس طرح دعا پڑھے:  
بِسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُمَّ مِنْكَ وَلَكَ عَنْ  
فُلَانٍ . اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْ عَنْ فُلَانٍ .  
ذبح کرنے کی مکروہات:

ذبح کرتے وقت کچھ مکروہ امور پیش آتے ہیں جن سے بچنا ضروری ہے:

۱: جانور کو ایسی چھری سے ذبح کرنا جو تیز نہ ہو۔ بلکہ کہا گیا ہے کہ اس طرح کی چھری سے ذبح کرنا حرام ہے اور یہی قول صحیح ہے۔

۲: چھری جانور کے سامنے تیز کرنا جسے وہ دیکھ رہا ہو۔

۳: ایک جانور کو دوسرے جانور کے سامنے ذبح کرنا۔

۴: جانور کو ذبح کرنے کے بعد اس کی روح نکلنے سے پہلے اس کے ساتھ ایسا عمل کرنا جس سے اُسے تکلیف پہنچے۔ مثال کے طور پر اس کی گردن توڑنا، کھال اتارنا یا اُس کے اعضاء میں سے کسی عضو کو کاٹنا۔ اور ایک قول کے مطابق یہ عمل حرام ہے۔ اور یہی بات درست ہے۔

## الاعتصام

ایک علمی، اصلاحی اور دعوتی جریدہ ہے، اس کے فروغ اور توسیع اشاعت میں بھرپور حصہ لیں۔  
اس سے مالی تعاون کرنا آپ کا اخلاقی فریضہ ہے۔ (ادارہ)



## تبصرہ کتب

تبصرے کے لیے کتاب کے دو نسخوں کا آنا ضروری ہے

۲۸

سماعت حدیث شریف کے لیے حاضر ہوئے۔  
ان کے تفصیلی حالات اسی کتاب کی جلد اول کے ابتدائی صفحات میں آچکے ہیں۔

زیر تبصرہ کتاب صحیح ابن خزیمہ کا اصل نام ”مختصر المختصر من المسند الصحيح عن النبی ﷺ“ ہے۔ صحیح ابن خزیمہ چونکہ زبان زد عام ہو گیا اب یہ اسی نام سے موسوم چلی آرہی ہے۔ صحیح ابن خزیمہ کے عربی نسخے پر تخریج و تحقیق ڈاکٹر محمد مصطفیٰ اعظمی نے فرمائی۔ اسلوب تخریج مختصر اپنایا گیا ہے اور طوالت بے جا سے گریز کیا گیا ہے۔ اس کی علمی حیثیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ مراجعت اور اضافی تعلیقات علامہ البانی رحمہ اللہ کی ہیں۔ انہی تعلیقات کو من و عن پیش نظر طبع میں باقی رکھا گیا ہے۔ اور جہاں علامہ اعظمی اور شیخ البانی رحمہ اللہ کی رائے مختلف تھی وہاں شیخ البانی کی رائے کو ترجیح دیتے ہوئے آپ کے نام ”ناصر“ کا اضافہ وضاحت کے پیش نظر علامہ اعظمی نے فرمادیا۔

زیر تبصرہ کتاب حدیث کا اردو ترجمہ مولانا محمد آصف نسیم نے کیا۔ یہ ترجمہ عام فہم بھی ہے اور معیاری بھی۔ ترجمے پر نظر ثانی مولانا عبداللہ رفیق (استاذ حدیث جامعہ محمدیہ اہل حدیث، لوکو ورکشاپ، لاہور) نے فرمائی اور کہیں کہیں مختصر حواشی بھی رقم فرمادیے۔

ڈاکٹر محمد مصطفیٰ اعظمی رحمہ اللہ کے مقدمے کا بھی اردو ترجمہ کیا گیا ہے۔ کتاب کی ترتیب کچھ اس طرح لگائی گئی ہے کہ صفحے کی دائیں جانب عربی متن اور بائیں جانب اردو ترجمہ ہے۔ حواشی اور اضافوں کی وضاحت کے لیے متعلقہ شخصیت کا نام درج کر دیا گیا ہے۔ یوں یہ تین جلدوں پر مشتمل ایک عظیم کتاب اشاعت پذیر ہوگئی ہے۔

صحیح ابن خزیمہ (مترجم)

تالیف: امام ابی بکر بن اسحاق بن خزیمہ نیشاپوری رحمہ اللہ

ترجمہ: مولانا محمد آصف نسیم

صفحات: ۳ مجلدات

خصوصیات: کامل سیٹ تین جلد، خوب صورت پرنٹنگ، عمدہ کاغذ

ڈائی دار جلد

قیمت: عام و سادہ ایڈیشن ۳۲۰۰ روپے۔ اعلیٰ ۴۵۰۰ روپے

ناشر: دارالکتب السلفیہ، اقراء سنٹر، غزنی سٹریٹ، اڈو بازار،

لاہور۔ رابطہ نمبر: 042-37361505

تبصرہ نگار: محمد سلیم چنیوٹی

صحیح ابن خزیمہ کے مؤلف محترم کا نام نامی ”ابوبکر محمد بن اسحاق بن خزیمہ نیشاپوری رحمہ اللہ“ ہے۔ موصوف کا سن پیدائش ۲۲۳ ہجری ماہ صفر المظفر ہے۔

امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ بچپن ہی سے نیک طینت و شریف الطبع تھے۔ ہوش سنبھالی تو قرآن کریم کے حافظ ہونے کا شرف حاصل کر لیا۔ پھر والد گرامی کے کہنے پر نماز تراویح میں پہلی دفعہ قرآن سنایا۔ امام صاحب کے دل میں بچپن ہی سے تحصیل علم حدیث کا شوق فراواں تھا۔ سترہ سال کی عمر سے آپ کے اسفار علمیہ کا آغاز ہوتا ہے اور آپ نیشاپور سے نکلتے ہیں۔ اور اپنے وقت کے شیوخ حدیث نبوی رحمہ اللہ کے پاس مختلف ممالک و شہروں میں جا کر علم حدیث کی سماعت فرماتے ہیں۔ آپ اپنے وقت کے بڑے بڑے ائمہ حدیث مثلاً: شیخ اسحاق ابن راہویہ، علی بن محمد، محمد بن مہران، موسیٰ بن سہل، ابن العلاء، امام بخاری، امام مسلم، امام ذہلی رحمہ اللہ جیسے اجل محدثین کے ہاں

نبی ﷺ کا ہر ارشاد وحی الہی ہے اور اسے اللہ کریم نے ﴿وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ﴾ سے تعبیر فرمایا ہے۔

یہ کتاب آپ ﷺ کے انھیں فرامین و احکام کا گل دستہ ہے۔ اسے ہر لائبریری، ہر گھر میں ضرور موجود ہونا چاہیے۔

مبارک باد کے قابل ہیں ارباب دارالکتب السلفیہ کہ انھوں نے یہ عظیم الشان کتاب شائع کی اور تشنگانِ علم حدیث کے اردو خواں حضرات کے لیے آسانی پیدا فرمائی۔ جزا ہم اللہ احسن الجزاء۔

کمپیوٹر کمپوزنگ میں اعلیٰ کاغذ و طباعت کے ساتھ اعلیٰ اور عام ایڈیشنوں میں یہ کتاب تین جلدوں پر مشتمل ہے۔

صحیح الترغیب والترہیب (جلد اول)

ترجمہ: حافظ محمد ساجد حکیم

انتخاب: ڈاکٹر محمد راشد رندھاوا

تحقیق: شیخ ناصر الدین البانی

ناشر: قرآن و سنت انسٹی ٹیوٹ، باہتمام رضیہ شریف ٹرسٹ لاہور۔ عمدہ طباعت

تبصرہ نگار: موبہب الرحیم

انسان طبعی طور پر تکلیف دینے والی چیزوں سے خوف اور لذت دینے والی چیزوں کا لالچ کرتا ہے۔ بالخصوص جب تکلیف کسی لذت والی چیز کا ذریعہ نہ ہو اور لذت کا لالچ بھی بالخصوص اس وقت زیادہ کرتا ہے جب وہ کسی کراہت والی چیز کا وسیلہ نہ ہو۔

ہر انسان میں یہ دو وصف ہونا لازمی ہیں: طمع اور خوف۔

اللہ تعالیٰ نے پہلی چیز کی مناسبت سے جنت کی منظر کشی، خوب صورت جوڑے، موتیوں جیسے غلمان، دودھ اور شہد کی شیریں نہریں اور اپنے دیدار کی خوش خبری دی ہے۔ مگر ان چیزوں کو اپنی فرماں برداری سے مشروط کیا ہے۔ بعض نیکیوں پر بعض انعامات مرتب کیے ہیں۔

جب کہ دوسرے وصف کی مناسبت سے جہنم کی ہولناکی، کھولتا گرم پانی، زمہری کی سردی، آگ کی شدت اور اپنے دیدار سے محرومی کو بیان کیا ہے لیکن ان سزاؤں کو بھی گناہوں کی شرط پر موقوف

کیا ہے۔

اسی باب کو وعد و وعید کہتے ہیں۔ پہلی چیز کے متعلق مومن امید رکھتا ہے جس کو رجاء اور دوسری چیز سے خوف کھاتا ہے جس کو خوف کہتے ہیں۔ ترغیب و ترہیب سے یہی مراد ہے۔

یہ وعد و وعید اللہ رب العزت کی صفات سے تعلق رکھتی ہیں۔

﴿نَبِيُّ عِبَادِيْ اَنِيْ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝ اَنْ عَذَابِيْ هُوَ الْعَذَابُ الْاَلِيْمُ ۝﴾ [الحجر: ۵۰، ۴۹]

”میرے بندوں کو خبر دے دے کہ بے شک میں ہی بے حد بخشنے والا، نہایت رحم والا ہوں۔ اور یہ بھی کہ بے شک میرا عذاب ہی دردناک عذاب ہے۔“

﴿وَ اِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ مَغْفِرَةٍ لِّلنَّاسِ عَلٰى ظُلُمِهِمْ ۝ وَاِنَّ رَبَّكَ لَشَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝﴾ [الرعد: ۶]

”اور بے شک تیرا رب یقیناً لوگوں کے لیے ان کے ظلم کے باوجود بڑی بخشش والا ہے اور بلاشبہ تیرا رب یقیناً بہت سخت سزا والا ہے۔“

اور مومن کی امید و رجاء کا بیان یوں ہے:

﴿اَمَنْ هُوَ قَانِتٌ اَنَاءَ الْيَلِّ سَاجِدًا وَقَانِيًا يَحْذَرُ الْاٰخِرَةَ وَيَرْجُو رَحْمَةً رَبِّهِ ۝﴾ [الزمر: ۹]

”(کیا یہ بہتر ہے) یا وہ شخص جو رات کی گھڑیوں میں سجدہ کرتے ہوئے اور قیام کرتے ہوئے عبادت کرنے والا ہے، آخرت سے ڈرتا ہے اور اپنے رب کی رحمت کی امید رکھتا ہے؟“

﴿تَتَجَافَى جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَ طَمَعًا﴾ [السجدة: ۱۶]

”ان کے پہلو بستروں سے جدا رہتے ہیں، وہ اپنے رب کو ڈرتے ہوئے اور طمع کرتے ہوئے پکارتے ہیں۔“

﴿اِنَّهُمْ كَانُوْا يُسْرِِعُوْنَ فِى الْغَيْرَاتِ وَ يَدْعُوْنَ نَارًا غَبًا وَ رَهْبًا﴾ [الانبیاء: ۹۰]

”بے شک وہ نیکیوں میں جلدی کرتے تھے اور ہمیں رغبت

ترغیب و ترہیب سے احادیث کا انتخاب کیا جن کا اردو ترجمہ کرنے کی سعادت محترم ساجد حکیم نے پائی۔

کتاب کے شروع میں مولانا عبید اللہ عقیف رحمہ اللہ کا مقدمہ، مولانا ارشاد الحق اثری اور مولانا صلاح الدین یوسف رحمہ اللہ کی تقریظ نے کتاب کے حسن کو دوبالا کر دیا ہے۔

اس ترجمے میں سلاست کیسی ہے؟ اس بارے مولانا عبید اللہ عقیف کا تبصرہ سنئے:

”ساجد حکیم کو چہ قلم و قسطاس میں بالکل نووارد ہیں مگر ان کا یہ نقش اول دیکھنے سے لگتا ہے کہ وہ ننھے قلم کار نہیں بلکہ کہنہ مشق قلم کار ہیں۔ میں نے اس کتاب کے جستہ جستہ مقامات کو پڑھا اور جانچا ہے، ماشاء اللہ اسلوب دل کش، ترجمہ سلیس اور ایسا رواں ہے کہ بات بڑی آسانی کے ساتھ قاری کے ذہن میں جاگزیں ہو جاتی ہے۔“ (ص: ۲۷)

یہ کتاب کا پہلا حصہ ہے۔ بتصریح مترجم کتاب دو حصوں میں مکمل ہوگی۔ (ص: ۲۲)

عوام الناس کے لیے یہ کتاب انتہائی مفید ہے۔ اس کا مطالعہ کرنا انتہائی سودمند ہے کہ یہ آخرت میں کام آنے والے علوم پر مشتمل ہے۔

اور خوف سے پکارتے تھے۔“

بلکہ جو محبت، خوف اور رجاء ان میں سے کسی ایک چیز کے بغیر اللہ کی عبادت کرتا ہے وہ بدعتی ہے جیسا کہ سلف سے منقول ہے۔ جن کتابوں میں ترغیب و ترہیب یعنی خوف و رجاء پیدا کرنے والی احادیث جمع کی گئی ہیں ان میں سے بہترین مجموعہ امام منذری (م ۶۵۶ھ) کا مجموعہ ہے۔

علامہ ابن الوزیری المینی مجدد الیمین (م ۸۴۰ھ) فرماتے ہیں:

”اس بارے بہترین کتاب امام نووی کی ”ریاض الصالحین“ ہے چونکہ وہ صرف قوی حدیث پر اکتفا کرتے ہیں اور اس سے بھی بہتر کتاب منذری کی ”الترغیب والترہیب“ ہے۔ اور ان جیسی کتابیں جو بدعت سے خالی ہیں۔“

(ایثار الحق علی الخلف: ۸۶۸)

شیخ البانی رحمہ اللہ کی مساعی جلیلہ میں سے ایک یہ بھی ہے کہ آپ نے اس کتاب کی ضعیف احادیث کو الگ اور صحیح احادیث کو الگ مجموعے میں یک جا کر دیا جن کا نام بالترتیب ”ضعیف ترغیب و ترہیب“ اور ”صحیح ترغیب و ترہیب“ ہے۔

جناب ڈاکٹر محمد راشد رندھاوا رحمہ اللہ نے اختصار کے پیش نظر صحیح

## تعطیلات عید الاضحیٰ

مولانا محمد عطاء اللہ حنیف لائبریری اور دفتر ہفت روزہ ”الاغتصام“ لاہور

بلسلسلہ تعطیلات عید الاضحیٰ ۱۴۳۴ ہجری مورخہ ۱۵ تا ۱۹ اکتوبر ۲۰۱۳ء (بروز منگل تا ہفتہ) بند رہیں گے۔

نیز آئندہ شمارہ نمبر ۴۱، جلد ۶۵، مورخہ ۱۸ اکتوبر کے بجائے ۲۵ اکتوبر ۲۰۱۳ء

کو اشاعت پذیر ہوگا، ان شاء اللہ۔

قارئین اور ایجنٹ حضرات نوٹ فرمائیں۔ (ادارہ)

قارئین الاعتصام کو عید الاضحیٰ کی خوشیاں مبارک ہوں

## فہرست اردو کتب

محمد عطاء اللہ حنیف لاہوری

دار الدعوة السلفية، لاہور

۳۱

الاصلاح۔	ظہور احمد قرشی ۲۹۷ء ۹۰۳
۵۔ دفع طعن رافضہ فی احراق باب فاطمہ، ص: ۵۲۔	ظ ۶۱ آ آؤ محرم کی حقیقت تلاش کریں، ص: ۶۲۔ ادارۃ الکتاب
دارۃ الاصلاح۔	والسنہ۔
۶۔ گلوگیر ماتم، ص: ۲۸۔ دارۃ الاصلاح۔	۲۹۷ء ۸۲ ابو الحسن علی ندوی
خمینی ۲۹۷ء ۸۲	ح ۴۸ د دین اسلام اور اوّلین مسلمانوں کی دو متضاد تصویریں،
۷۔ اتحاد و یک جہتی، امام خمینی کی نظر میں، ص: ۳۶۔ ناشر	ص: ۱۱۲۔ مجلس تحقیقات و نشریات اسلام، لکھنؤ۔
قونصلیٹ جنرل اسلامی جمہوریہ ایران۔	۲۹۷ء ۸۲ مرزا حیرت دہلوی
خلیل احمد محدث سہارنپوری ۲۹۷ء ۸۲	ح ۹۳ ک کتاب شہادت، ص: ۴۰۰۔ دفتر اخبار محمدی، دہلی۔
خ ۶۹ م مطرقتہ الکرامۃ، ص: ۳۱۲۔ سنی دارالاشاعت لاہور (۲ عدد)	۲۹۷ء ۸۲ محمد حسین
بابا خلیل احمد ۲۹۷ء ۸۲	ح ۵۳۶ ق قریش کے دو قبیلے، ص: ۱۷۲۔ مکتبۃ السبطین سرگودھا۔
خ ۶۹ م مولیٰ اور معاویہ، ص: ۴۳۵۔ مطبع علمی بنارس۔	۲۹۷ء ۸۲ مولانا حبیب الرحمن الاعظمی
ابو یزید محمد الدین بٹ ۲۹۷ء ۸۲	ح ۳۷ ش شیعہ کافر ہیں، ص: ۲۸۔ مجاہدین ناموس رسالت،
۹۹۹ د اصحاب رسول اور حقیقت کربلا، ص: ۳۱۶۔ چوک شہید	پاکستان۔
گنج۔	۲۹۷ء ۸۲ مرزا حیرت دہلوی
مولانا محمد کرم الدین صاحب ۲۹۷ء ۸۲	ح ۹۳ خ خلافت شیخین، ص: ۲۲۴۔
آفتاب ہدایت ردّ رفض و بدعت، ص: ۳۸۳۔ مکتبہ	۲۹۷ء ۸۲ حسن ابن علی (مجموعہ ۶ کتب)
رشیدیہ۔	ح ۴۱ ت تنبیہ الاغیاء علی حرمت متبعۃ النساء، ص: ۶۴۔ دارۃ
دوست محمد قریشی ۲۹۷ء ۸۲	الاصلاح۔
اہل سنت پاکٹ بک، ص: ۴۱۶۔ مکتبہ اہل سنت، کوٹ	۲۔ ثمرہ ایمان، ص: ۲۴۔ دارۃ الاصلاح۔
اڈو۔	۳۔ نقش الاعتصاف عن الانصاف، ص: ۱۶۔ دارۃ
شہادت عثمان، ص: ۲۴۔ دارۃ الاصلاح (۲ عدد)	الاصلاح۔
ہدایۃ الفرقیقین فی بیان ذکر شہادۃ الحسنین، ص: ۱۸۔ دارۃ	۴۔ حضرات روافض کا خدا سے مقابلہ، ص: ۲۸۔ دارۃ

۹۔ محمد عظیم الدین صدیقی۔ سیدنا عمر فاروق اعظم، ص: ۱۶۔ مجلس حضرت عثمان غنی، کراچی۔

۱۰۔ اسلم پرویز۔ امیر المومنین حضرت معاویہ، ص: ۸۔ ادارہ تحفظ ناموس صحابہ۔

۱۱۔ سید عبدالستار صاحب۔ حضرت امام غزالی کا فتویٰ، امیر یزید بن معاویہ، ص: ۱۶۔ مکتبہ جاء الحق۔

۱۲۔ محمد عظیم الدین صدیقی۔ وفات نبوی پر حضرات حسنین کی عمریں، ص: ۱۶۔ مجلس حضرت عثمان غنی۔

۱۳۔ مولانا محمد اسحاق صدیقی۔ اہل سنت اور نظریہ امامت، ص: ۲۴۔ معین آباد لائڈھی، کراچی۔

۱۴۔ ظہور امام مستور، ص: ۴۰۔ مکتبہ جاء الحق۔ محمد صدیق لائل پوری (مجموعہ ۲ کتب) ۲۹۷ء۸۲

۱۵۔ ام کلثوم بنت علی فاروق اعظم کے نکاح میں، ص: ۹۱۔ حافظ محمد یوسف کریانہ مرچنٹ چونیاں، لاہور۔

۲۔ محمد سلطان نظامی۔ بنو ہاشم اور بنو امیہ کی قرابت داریاں، ص: ۴۴۔ جمعیت محبین صحابہ، چوک شہید گنج لٹڈ بازار، لاہور۔

۲۹۷ء۸۲ محمد صدیق ۵۹ ص مقالات صدیقی، ص: ۲۴۸۔ فیصل اسلامک ریسرچ سنٹر۔

۲۹۷ء۹ بشیر الرحمن صدیقی ۶۱ ص حادثہ کربلا کا حقیقی پس منظر، ص: ۸۰۔ ادارہ العثمانیہ۔

۲۹۷ء۸۲ محمد طیب ۹۱ ط شہید کربلا اور یزید، ص: ۲۰۸۔ ادارہ اسلامیات لاہور۔

۲۹۷ء۸۲ احسان الہی ظہیر ۸۱ ط الشیعہ والسنہ، ص: ۲۷۱۔ ادارہ ترجمان السنہ، لاہور۔

الاصلاح۔

۲۹۷ء۸۲ علامہ دوست محمد قریشی

۹۲ ج جلاء الاذہان، ص: ۲۰۸۔ مکتبہ اہل سنت، کوٹ اڈو۔

۲۹۷ء۸۲ سید رفعت امام زیدی

۸۵ ز اسلامی نظام کیسا؟ ص: ۸۰۔ ناشر امام اکادمی، لاہور۔

۲۹۷ء۸۲ محمد صہیب روجی مچلی شعری، عامر عثمانی

۸۹ ق القول السدید، ص: ۱۳۶۔ مرکز یہ مجلس آغا بزرگ

۲۹۷ء۴۸ سنی کونسل

۸۶ پ پاکستان میں موجودہ شیعہ آباد، ص: ۲۴۔ سنی کونسل۔

۲۹۷ء۸۲ السید محبت الدین الخطیب (مجموعہ ۱۲ کتب)

۹۶ س اسلامی پیغام کے اولین علم بردار، ص: ۱۰۴۔ مکتبہ

عودیہ۔

۲۔ محمد عظیم الدین۔ حادثہ کربلا، ص: ۱۶۔ مجلس حضرت عثمان غنی۔

۳۔ مولانا صدر الدین الرفاعی المجتہد دی۔ دستور علی علیہ السلام، ص: ۶۴۔ تعمیری کتب خانہ، راولپنڈی۔

۴۔ محمد عظیم الدین۔ سیدنا معاویہ، ص: ۸۔ مجلس حضرت عثمان غنی۔

۵۔ محمد سلطان نظامی۔ اولیات صدیقی، ص: ۱۶۔ جمعیت محبین صحابہ، لاہور۔

۶۔ محمد عثمان۔ ذکر علی، ص: ۴۸۔ ادارہ تحفظ ناموس صحابہ کرام۔

۷۔ مولانا محمد جعفر شاہ پھلواری۔ صدیق اکبر کا پہلا خطبہ، ص: ۸۔ مجلس عثمان غنی۔

۸۔ اسلم پرویز بلوچ۔ امیر المومنین حضرت عثمان غنی ذوالنورین، ص: ۱۶۔ انجمن غلامان محمد۔



## خالد کشمیری کا انتقال

خالد کشمیری صاحب ساکن ٹھینگ موڑ ضلع قصور ۳۰ ستمبر ۲۰۱۳ء بروز پیر وفات پا گئے، انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم متحرک اور فعال جماعتی کارکن تھے۔ احباب مرحوم کی مغفرت کے لیے دعا فرمائیں۔  
(منیر احمد قمر، نائب ایڈیٹر مجلہ الاخوہ، لاہور)

## درخواست دعائے صحت

محمد جاوید محمدی صاحب (محمدی کیسٹ اینڈ سی ڈی سنٹر) ایوان علم بلازہ اردو بازار لاہور، گزشتہ دنوں عارضہ قلب میں مبتلا ہو گئے۔ کارڈیالوجی لاہور میں دس دن زیر علاج رہنے کے بعد کچھ افاقہ ہے۔ احباب ان کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لیے دعائے صحت فرمائیں۔ (ادارہ)

## الشیخ حافظ زبیر علی زئی کے لیے دعائے صحت

الشیخ حافظ محمد زبیر علی زئی رحمہ اللہ گزشتہ دنوں سے علیل ہیں۔ الشفاء ہسپتال، اسلام آباد میں زیر علاج ہیں۔ اب کچھ افاقہ ہے۔ احباب ان کی کامل صحت کے لیے دعائیں جاری رکھیں۔  
اللہم اشفہ شفاء کاملًا عاجلاً۔ (ادارہ)

## ضرورت رشتہ

شیخ برادری، اہل حدیث، کاروباری لڑکا، قد پانچ فٹ دس انچ، تعلیم میٹرک، بھائی پھیرو میں سپر سٹور، کے لیے اہل حدیث مسلک سے وابستہ، شیخ برادری سے لڑکی کا رشتہ درکار ہے۔  
لاہور، فیصل آباد، رائے ونڈ اور قرب وجوار سے رابطہ کریں۔

## شیخ طیب معاویہ

فون: 0333-4124172 / 0301-4295619

۲۹۷۸۲ محمد صدیق۔ (مجموعہ ۱۳ کتب)

۵۹ ص تحقیق الجلی فی تزویج ام کلثوم بنت علی، ص: ۹۲۔ چوک والگراں، لاہور۔

۲۔ سلیم فاروقی۔ کتاب احمد رضا خان بریلوی اور رسوم محرم الحرام، ص: ۱۵۔ پاکستان سنی کونسل۔

۳۔ محمد اسحاق صدیقی۔ اہل سنت اور نظریہ امامت، ص: ۱۵۔ محب تحفظ ناموس صحابہ کرام۔

۴۔ محمد اسحاق صدیقی۔ کلمہ اسلام، ص: ۱۶۔ بزم خورشید حرا۔

۵۔ محمد حسین۔ مقصد زینب، ص: ۳۲۔ اراکین تحریک تحفظ تعلیمات، سرگودھا۔

۶۔ قاضی مظہر حسین۔ غیر منصفانہ فیصلہ، ص: ۳۲۔ تحریک خدام اہل سنت۔

۷۔ آغا خان۔ ہدایت کے ستارے، ص: ۵۲۔ تبلیغی مرکز ریلوے روڈ، لاہور۔

۸۔ مجلس تحفظ حقوق اہل سنت پاکستان، یادداشت ممبران قومی اسمبلی و سینٹ پاکستان، ص: ۸۔

۹۔ عزیز احمد صدیقی۔ قرآن اور مسلمان، ص: ۱۶۔ مکتبہ جاء الحق کراچی۔

۱۰۔ آغا خان۔ مبالغہ ہوا ہی نہ تھا، ص: ۱۶۔ عثمانیہ اکیڈمی، کراچی۔

۱۱۔ محمد عرفان۔ محرم الحرام کے مسائل، ص: ۷۔ مدرسہ تعلیم القرآن کراچی۔

۱۲۔ عبدالمومن۔ عقد ام کلثوم، ص: ۳۲۔ ادارہ تحفظ ناموس رسالت اہل بیت کراچی۔

۱۳۔ سید الحق۔ شیعہ نصاب کی علیحدگی کا مسئلہ، ص: ۱۶۔ محبوب پرنٹنگ پریس راولپنڈی۔

## عید قرباں

اللہ اللہ کس قد یہ اہتمام عید ہے  
 روئے عالم سے دھلی ہے گردِ اندوہ و محن  
 اس طرح سے مسکرائی ہے عروسِ نو بہار  
 محفلیں کیف و مسرت کی بھی ہیں گو بہ گو  
 چھا رہی ہے ذہن پر لحم ذبیحہ کی مہک  
 خوانِ نعمت پر زمانہ محو خور و نوش ہے  
 ایک ہنگامہ بپا ہے ہر طرف نعمات کا  
 دل میں بحر بے کراں ہے موجزن جذبات کا  
 مرعش ہر سو ہے شورِ نعرہ ”ہل من مزید“

وائے ہم سمجھے ہیں لہو و لعب کو معراج عید

آؤ دیکھیں جھانک کر اپنے گریبانوں میں ہم  
 دورِ حاضر دیکھیے، عہدِ رسالت دیکھیے  
 کس قدر نکھرا ہے عصرِ نو میں غیریت کا رنگ  
 اہل ثروت دولتِ ایثار سے محروم ہیں  
 کھو گیا گردِ ہوس میں گوہرِ مقصودِ عید  
 عشرتِ امروز و خوشِ وقتی کے دل دادہ ہیں ہم  
 ساغرِ زمزم سمجھ بیٹھے ہیں جامِ زہر کو  
 کیسی کیسی معصیت ہوتی ہے نامِ عید پر  
 ہم نے جانا ہی نہیں مفہوم اس تہوار کا  
 عید کا مقصودِ راسخ خود نمائی تو نہیں  
 زہد و تقویٰ کا بدلِ نغمہ سرائی تو نہیں

(راسخ عرفانی)